جماعت اہلحدیث کا خصوصی ترجمان

یداللہ علی الجماعۃ (ترمذی)

لا جماعۃ الا بامارۃ (دارمی)

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

بانی: محدث العصر مفتی دوراں حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ

بیاد: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ

مدیر مسئول: حافظ محمد جاوید روپڑی

نگران اعلیٰ: عارف سلمان روپڑی

جلد 57 شمارہ 6 جمعۃ المبارک ربیع الاول 1434ھ 25 تا 31 جنوری 13ء

فون: 042-37656730 فیکس: 042-37659847

توبہ کی شناخت

توبہ کرنے والے شخص کی توبہ چار چیزوں سے پہچانی جاسکتی ہے (1) فضولیات، غیبت، چغلی اور جھوٹ سے زبان کی حفاظت کرتا ہو (2) کسی کے خلاف دل میں حسد، بغض وعداوت نہ رکھتا ہو (3) بری مجالس سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہو۔ کیونکہ برے لوگ بری عادتیں پیدا کرتے ہیں اور توبہ میں رخنہ ڈال کر اسے توڑ دیتے ہیں جبکہ توبہ اسی وقت مکمل ہوتی ہے جب توبہ کی طرف راغب کرنے والی عادات پر ہمیشگی کی جائے اور ان محرکات پر عمل کیا جائے جو خوف ورجا میں تقویت پیدا کرتے ہیں۔ اس طرح تائب شخص کے دل پر گناہوں سے لگنے والی گرہ کھل جاتی ہے اور وہ اپنے عزم مصمم کو مزید پختہ اور مستحکم بنالیتا ہے کہ آئندہ گناہ نہیں کروں گا۔

4۔ چوتھی یہ ہے کہ تائب شخص ہر وقت موت کے انتظار میں رہتا ہوا گناہوں پر نادم رہے، اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہے اور اس کی فرمانبرداری پر ہمیشہ مستعد رہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سچی توبہ کرنے (آئندہ گناہوں سے بچنے) کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس WWW.jaamia.com

مولانا عبداللطیف حلیم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ (لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بھی تم میں سے اس وقت تک ایمان والا نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ میں اس کے والد اور اس کی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ [صحیح بخاری کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان، حدیث: ۱۵]

رسول مکرم ﷺ سے دل کی گہرائیوں سے ہر مسلمان کو محبت کرنی چاہیے۔ کوئی بھی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ آپ سے اپنے والدین، اپنی اولاد، تمام لوگوں حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت نہ کرنے لگ جائے۔ سیدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ اس وقت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اَنْتَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَّا مِنْ نَّفْسِیْ "آپ مجھے اپنی جان کے علاوہ ہر چیز سے محبوب ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (لَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْکَ مِنْ نَفْسِکَ) نہیں اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہاں تک کہ میں تجھے تیری جان سے بھی محبوب ہوجاؤں۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، اللہ کی قسم! اب تو آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: (اَلْاٰنَ یَا عُمَرُ) اے عمر اب بات بنی ہے۔ [صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور باب کیف کانت یمین النبی حدیث: ۶۲۳۲]

دوسری حدیث میں تمام لوگوں کا بھی ذکر ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ ایک موقع پر ارشاد فرمایا: ثَلَاثٌ مَّنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ جس شخص میں تین علامتیں پائی گئیں اس نے ایمان کے ذائقے کو چکھ لیا۔ جن میں سے پہلی علامت یہ ہے: (اَنْ یَّکُوْنَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا) اللہ اور اس کے رسول اسے سب سے زیادہ پیارے ہوں۔ اگر اللہ اور اس کے رسول سے کوئی اور چیز زیادہ محبوب ہوگئی تو اللہ رب العزت عذاب کی وعید سناتا ہے۔ [صحیح بخاری کتاب الایمان: ۱۶]

سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی محبوب ترین چیزوں کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا: (اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ) (یہ سب چیزیں اگر) تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو کہ اللہ اپنا حکم لے آئے۔ [التوبۃ: ۲۴] اس سے مراد اللہ کی طرف سے یوم آخرت یا دنیا کا عذاب ہے، تو رسول اللہ ﷺ سے دل کی گہرائیوں سے محبت کرنی چاہیے

اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆..........☆..........☆

ہفت روزہ
تنظیم اہلحدیث
لاہور

جماعت اہلحدیث کا ترجمان

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 57 ☆ شمارہ 6
13 ربیع الاول ☆ 1434ھ
25 جنوری ☆ 2013ء
C.P.L - 104

فون: 7670968 / 7656730 فیکس : 7659847

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر : حافظ عبدالجبار مدنی
نائب مدیر انتظامی : مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر: حافظ عبدالظاہر عاذب
Abdulzahir143@yahoo.com
0300-8001913
کمپوزنگ: وقار عظیم بھٹی 0300-4184081

فہرست

اداریہ 3
الاستفتاء 5
تفسیر سورۃ النساء 8
معراج کی چند عظیم نشانیاں 11
اتباع رسول ﷺ میں...... 15
ربیع الاول میں گداگری 17
جماعتی خبریں 19

زر تعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 400 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمٰن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

قادری کا مارچ "سانحہ کوئٹہ" بارڈر پر بھارتی گولہ باری...... امریکہ پاکستان میں کیا کھیل کھیلنا چاہتا ہے

طاہر القادری کا اسلام آباد کو فتح کرنے والے لانگ مارچ میں غیر ملکی روپے سے چلنے والے لاہور کے ادارہ منہاج القرآن میں زیر تعلیم سات ہزار طلباء اپنے افراد خانہ کے ساتھ بسوں، ویگنوں، ڈالوں میں سوار ایجنسیوں کی رپورٹ کے مطابق دس سے بارہ ہزار افراد نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ پوری تفصیل روزنامہ جنگ 14 جنوری بسیں اور کوچز 330 مزدا ڈالے، کیری ڈبے 125 موٹر سائیکلیں 110 اخبار نے این این آئی کی رپورٹ کے حوالے سے لکھا ہے کہ جب یہ قافلہ مرید کے پہنچا تو قافلے میں صرف 175 گاڑیاں رہ گئیں اور سات سے آٹھ ہزار افراد رہ گئے۔ یعنی صرف منہاج القرآن کے طلباء اساتذہ اور عملے کے علاوہ باقی سب لوگ یعنی ان کے اہل خانہ بھی کھسک گئے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ سر سے پاؤں تک تضاد ہی تضاد کے اس مرکب نے یہاں بھی تضاد بیانی ہر معاملے میں جاری رکھی لاہور سے روانگی سے قبل میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا میں ابھی ظہر کی نماز پڑھ کر روانہ ہوں گا، تھوڑی دیر بعد کہا کہ میں ظہر کی نماز پڑھ چکا ہوں تھوڑی دیر کے بعد کہا میں وضوء کرنے جا رہا ہوں ابھی ظہر کی نماز پڑھ کر روانہ ہوں گا۔ نماز مغرب کے بارے میں اخبار نے لکھا ہے کہ چند افراد کے علاوہ کسی نے نماز ادا نہیں کی۔ یہ ایک دینی ادارے کے طلباء ہیں جو نمازیں ترک کرتے ہوئے احیاء اسلام کے لیے رواں دواں تھے۔ برطانوی جریدے اکانومسٹ نے اسے پیراشوٹ کے ذریعے اترنے والا مولوی اور اپنی قیاس آرائیوں میں اسے فوجی گھوڑے پر سوار قرار پایا۔ قادری کو سرکاری طور پر جو سیکورٹی فراہم کی گئی وہ صدر اور وزیر اعظم کی سیکورٹی کے برابر تھی۔ ٹیکنکل سیکورٹی کے سلسلہ میں ایسے آلات اور جیمر زدیئے گئے جس سے قادری کی بلٹ پروف گاڑی کے نزدیک بارود کی نشاندہی ہو سکے۔ ایک بکتر بند گاڑی چار موبائل گاڑیاں ایلیٹ فورس کے چالیس کمانڈر اور اس کے علاوہ قادری کی اپنی خواہش کے مطابق مختلف شہروں تعینات پولیس آفیسر زان کی سیکورٹی میں شامل کئے گئے۔ پنجاب کے وزیر اعلیٰ متعدد بار کہہ چکے ہیں کہ اس امپورٹڈ مولوی کو پاکستان میں انتشار کے لیے بھیجا گیا ہے، مرکزی حکومت بار بار اعلان کر چکی ہے کہ بیرونی طاقتوں کا آلہ کار یہ ملک میں انتشار پیدا کرنے کے لیے آیا ہے، تمام ایجنسیاں اسکی آمد کو ملک کیلیے خطرہ قرار دے چکی ہیں، سیاستدانوں اور دانشوروں کی اکثریت اس مولوی کو ملکی سلامتی کے لیے خطرہ محسوس کرتی ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ D.P.R اور M.P.O جیسے قوانین کس مرض کا علاج ہیں؟ مرکز اپنی جان چھڑا کر پنجاب حکومت سے کہہ رہا ہے اسے نظر بند کرو، پنجاب حکومت مرکز سے تحریری حکمنامہ طلب کر رہی ہے لیکن مرکز تحریری حکمنامہ جاری کرنے سے انکاری ہے۔ آج اگر کوئی مولوی سپیکر میں تقریر کرے تو بمع سپیکر گھسیٹتے ہوئے تھانے لے جاتے ہیں۔ کسی وزیر مشیر کے خلاف بات منہ سے نکل

جائے تو M.P.O کی دفعہ 16 حرکت میں آجاتی ہے پھر کیا بات ہے کہ ایک آدمی ریاست کا امن وامان تہ بالا کرنا چاہتا ہے اسے نہ مرکز گرفتار کرنے کی جرأت کرتا ہے اور نہ پنجاب آخر اس کا سبب کیا ہے؟ اتفاق گروپ کی مسجد کا نکالا ہوا مولوی آخر اتنا طاقتور کیسے ہو گیا کہ اسے پابند سلاسل کرنا کسی کے اختیار میں نہیں ہے عوام کی خیر خواہی میں اپنی وصیت تک لکھ کر خاندان کے حوالے کرنے والے خود ساختہ شیخ الاسلام جو سیکورٹی کے علاوہ بلٹ پروف گاڑی کے علاوہ جو کنٹینرز آراستہ و پیراستہ کیا گیا اس کی تفصیل سنئے۔ یہ کنٹینر بلٹ پروف ہونے کے علاوہ بم پروف بھی تھا، اس کے اندر ٹائلٹ، بیڈ، شاور، کچن، اوون، فریج، کھانے پینے کا وافر سامان موجود تھا۔ قحط زدہ اور فاقہ زدہ پاکستانی قوم کے درد میں مبتلا کے حقوق کی بحالی کے لیے یوں حلوے کھیریں کھاتا ہوا جا رہا تھا اور ایجنسیوں کی اطلاعات کے مطابق اگر کوئی حادثہ ہو گیا تو طالب علم قربانی کے بکرے موجود تھے۔ دن رات عشق رسول کے ڈرامے کرنے والا یہ بھی بھولا ہوا ہے کہ ربیع الاول کا چاند نظر آچکا ہے کچھ سابقہ ڈرامائی معمولات کے مطابق کوئی تذکرہ رسول متقبول ہی ہو جاتا لیکن وہاں تو سوائے بڑھکوں کے کوئی کار خیر نظر نہ آیا۔ مرکزی اور صوبائی حکومت نے نہ اسے نظر بند کیا اور نہ جلوس میں رکاوٹ ڈالی نہ ہی کہیں کوئی پکڑ دھکڑ کی لیکن قادری صاحب 175 گاڑیوں کے قافلے والے کہتے ہیں کہ میرے مارچ میں شریک ہونے والے قافلوں کو روکا گیا ہزاروں بسیں پکڑی گئیں کارکنان گرفتار کیے گئے۔ یہ کذب وافتراء تو موصوف کی شخصیت کا جزو لاینفک ہے پوری امت مسلمہ کی دل آزاری ان کی اس ہرزہ سرائی سے ہوئی کہ انہوں نے قافلہ حسین پر ہونے والے ظلم وستم سے بڑھ کر قرار دیا۔ پنجابی کی ایک کہاوت ہے "ذات دی کوڑھ کرلی تے شتیراں نوں جپھے" محترم! دامن کو ذرا دیکھ، ذرا بند قبا دیکھ، کہاں قافلہ نواسہ رسول اور کہاں یہودیوں کے حرام ٹکڑوں پر پلنے والا مسلم دشمن، ملک دشمن، ڈرامے باز، کذاب، جس کو پاکستان کی اعلیٰ عدالتیں اپنے فیصلے میں ڈرامہ باز، مکار، جھوٹا، قرار دے چکی ہوں۔ تجھے کن قوتوں نے بھیجا ہے؟ کیوں بھیجا ہے؟ پتلی بن کران کے حکم پر ناچو نواسہ رسول کا نام نہ لو۔ پاکستانی قوم کے نزدیک آپ کی آمد کے مقاصد کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں ہے۔ آپ نے موبائل فونز پر یوں SMS خود بھی پڑھا ہوگا اور آپ کے معتقدین نے بھی اور آپ کو بتایا گیا ہوگا کہ جب آپ کا ورود مسعود مینار پاکستان پر ہوا تھا تو یہ میسج عام چل رہا تھا "مینار پاکستان پر دجال آیا ہوا ہے" رہا معاملہ حکومتوں کا تو جنہوں نے آپ کو بھیجا ہے N.R.O کے لوٹے سے غسل دے کر ملکی عدالتوں اور تھانوں کے مفرور، سزا یافتہ مجرموں کو حکمرانی کے لیے بھیجا ہوا ہے، تم سب ایک ہی حمام سے نکلے ہوئے ہو، ایک مدرسے کے طالب علموں کو لیکر موصوف چلے اسلام آباد میں اپنی ذاتی پارلیمنٹ کا اجلاس لگانے، پاکستان کے مستقبل کا فیصلہ کرنے، اپنا الیکشن کمشن بنانے اور نہ جانے کیا کیا کچھ کرنے؟ کیا پدی کیا پدی کا شوربہ! لیکن حکمرانوں نے جس طرح تیری پبلسٹی کی ہے ایک طرف تو یہودی پیسہ میڈیا وال چاٹنگ، لوگوں کو کرائے پر اکٹھا کرنا اربوں روپے خرچ کر کے مینار پاکستان پر ڈرامہ اور اب مارچ ڈرامہ، دوسری طرف حکمران تجھے کسی دیہاتی طرز کے حوالدار کے سپرد کرنے کی بجائے مسلسل ڈرامہ کر رہے ہیں کہ قادری ہم تم سے خوفزدہ ہیں۔ حکمران اور یہود و نصاریٰ کی خوشنودی میں ایک ہی سکے کے دو رخ ہو، ورنہ تمہاری اوقات سب جانتے ہیں۔ پہلے الہام ہوا کرتے تھے، خواب کے ڈرامے ہوتے تھے، اب الہام اوباما کی طرف سے ہوتے ہیں، ادھر زرداری کو حکم ملتا ہے کہ تم اعلان کر دو اور پھر موصوف اعلان کرتے ہیں کہ میرے اسلام آباد پہنچنے سے قبل بلوچستان حکومت کو برطرف کر دو۔ اہلیان وطن! جاگو، ہوش کرو، کیا کسی مولوی کی دھمکی سے حکومتیں برطرف ہوتی ہیں؟ پہچانو کہ اس مولوی کی لگام کس کے ہاتھ میں ہے؟ ہم نے تو ان اداریوں میں بار بار لکھا ہے کہ اتنا پیسہ جو پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے کہاں سے آیا ہے؟ رحمان ملک کو اب ہوش آئی اور پوچھنے لگے ہیں کہ یہ سرمایہ کہاں سے آیا ہے؟ اور ساتھ ہی وزیر داخلہ اعلان کر رہے ہیں کہ جو مجھے معلومات مہیا کرے گا اسے لاکھوں روپے انعام دیا جائے گا۔ محترم کسی اور سے ذریعہ معلوم کرنے کی بجائے قوم کے اس مجرم کو پولیس کے حوالے کیوں نہیں کرتے کہ یہ خود ہی بتائے کہ یہ سرمایہ کس نے اور کن مقاصد کے لیے دیا ہے؟ ادھر امریکہ بہادر نے اس ڈرامے باز کی ڈیوٹی لگائی ادھر بلوچستان میں خون کی ہولی کھیلی جس میں سینکڑوں جاں بحق اور سینکڑوں زخمی ہو گئے اور اس تخریب کاری میں بھی یہ اہتمام کیا گیا کہ ایک فرقے کے زیادہ آدمی مریں تا کہ اس تخریب کاری کو ملک دشمن یہود و نصاریٰ کی کاروائی کی بجائے فرقہ واریت کا شاخسانہ قرار دیا جائے اور پاکستان میں شیعہ سنی فساد شروع کرا کے امن وامان کو ختم کیا جائے۔ دوسری طرف انڈیا کو شہ دے کر پاکستانی سرحدوں پر گولہ باری شروع کر رکھی ہے، غور سے دیکھیں تو سرحدوں پر حملے، کوئٹہ کی تخریب کاری طاہر القادری کا لانگ مارچ سب ایک ہی زنجیر کی کڑیاں ہیں کہ پاکستان کو عدم استحکام کا شکار کیا جائے۔ پاکستان عالم اسلام کی واحد ایٹمی طاقت ہے، یہود و ہنود اور نصاریٰ کبھی برداشت نہیں کر سکتے کہ مسلمان ایٹمی قوت بنیں اور یہی وجہ ہے امریکہ ہندوستان کو ایشیاء کا تھانیدار بنانا چاہتا ہے، پاکستان کے عوام کبھی بھی انڈیا کی بالادستی یا امریکہ کے کہنے پر چین دوستی چھوڑنے پر تیار نہیں ہیں۔ افغانستان سے امریکہ دم دبا کر بھاگ رہا ہے، اب اس کا ٹارگٹ صرف پاکستان ہے۔ وطن عزیز میں الیکشن قریب ہیں پچھلے ضمنی انتخابات میں مسلم لیگ ن نے جس طرح کلین سویپ کیا ہے اس سے آنے والے انتخابات کا عکس نظر آ رہا ہے۔ نواز شریف نے امریکی مخالفت کے باوجود ایٹمی دھماکے کیے تھے، امریکہ اب بھی نواز شریف پر اعتبار نہیں کر سکتا۔ چنانچہ آپ دیکھ لیں کہ ضمنی انتخابات کے نتائج کے فوراً بعد امریکہ نے کاروائیاں شروع کر دیں کہ کسی طرح پاکستان میں انتخابات نہ ہوں۔ ورنہ پھر نواز شریف کی حکومت آجائے گی، یہ تمام واقعات اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں جن میں ایک ذات شریف اسلام آباد فتح کرنے چلی تھی لیکن غبارے سے ہوا جلد نکل جائے گی۔ بندہ ڈھیٹ ہونا چاہیے اپنے ادارے کے سات ہزار طلباء کو چالیس لاکھ کہنے میں کیا حرج ہے؟ "ناچ میری بلبل تجھے پیسہ ملے گا"

الاستفتاء

مفتی عبید اللہ خاں عفیف

میت کو غسل دینے کے متعلق احکام ومسائل

1۔سوال: میت کو غسل دینے کا طریقہ بیان فرمائیں؟ سائل: محمد اسماعیل بلوچ (چک 531 گ،ب)

2۔سوال: غسل کے وقت میت کا منہ کس طرف ہونا چاہیے؟ سائل: محمد اسماعیل بلوچ ولد مولوی محمد حسین

3۔سوال: کیا کسی حدیث میں سات دفعہ میت کو غسل دینے کا ثبوت موجود ہے؟ سائل مذکور (4) سوال: بم دھماکہ میں کٹے پھٹے انسانی جسم کے اعضاء کو غسل دیا جائے گا یا بغیر غسل دفن کرنا ہوگا۔ سائل: مزمل حسین طاہر، ایم اے، بی ایڈ ناظم ومتولی مسجد لمۃ العزیز اہلحدیث، محمدی بلاک، رحمت ٹاؤن فیصل آباد۔

5۔سوال: اگر کوئی شخص بعد میں آئے جب نماز جنازہ کی کچھ تکبیر ہو چکی ہوں تو وہ کہاں سے شروع کرے۔ سائل: ولی اللہ خان ولد مولوی محمد حسین فیروز پوری چک نمبر۵۳۱ گ،ب فیصل آباد 6۔سوال: اگر میت کے ناخن اور بال وغیرہ بڑھے ہوئے ہوں تو کیا ان کو صاف کر دینا چاہیے یا یوں ہی غسل دے کر کفنا دیا جائے، بینوا توجروا۔ سائل: محمد اسحاق ولد ثناء اللہ چک ۵۳۱ گ،ب

جواب نمبر 1: جب میت کو غسل دینے کا ارادہ کریں تو اس کے کپڑے اتار دیں مگر بدن کا جتنا حصہ زندگی میں چھپانا ضروری ہے اس کو بے ستر نہ کریں، پھر ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر اس کا استنجا کرائیں اور بدن پر جہاں کہیں نجاست ہو تو اس کو بھی پاک کریں۔ وضوء کرائیں اور سر پر بال اور داڑھی ہوں تو خطمی سے یا کسی اور صاف کرنے والی چیز (صابون) وغیرہ استعمال کریں اور اگر میت عورت ہو تو اس کے سر کی چوٹیوں کو کھول کر اس کا سر دھوئیں پھر تین بار پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دیں اور اخیر بار میں کافور ملائیں اگر تین بار سے زیادہ غسل دینے کی ضرورت محسوس ہو تو پانچ دفعہ غسل دیں اگر پانچ سے بھی زیادہ کی ضرورت محسوس ہو تو سات مرتبہ غسل دیں مگر طاق ہو اور غسل دینے میں داہنی طرف سے شروع کریں۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کو غسل دے رہی تھیں، اسی حالت میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ ان کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو، تین بار یا پانچ یا اس سے زیادہ اگر تم کو ضرورت معلوم ہو اور اخیر غسل میں کافور ڈالو، ایک اور روایت میں ہے کہ ان کی داہنی طرف سے اور وضوء کی جگہوں سے شروع کرو، نرمی اور آہستگی سے غسل دیں اور میت سے کوئی مکروہ اور عیب دار چیز نظر آئے تو اس کو چھپائیں اور لوگوں میں مشہور نہ کریں اور جس مکان میں غسل دیں وہاں پر پردہ کر لیں۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اپنے مردوں کی خوبیوں کو بیان کرو اور ان کی برائیوں کے ذکر سے باز رہو۔

[ابوداود، ترمذی بحوالہ مشکوۃ ج ۱ ص ۱۴۷]

علماء لکھتے ہیں کہ غسل دینے والا کوئی اچھی بات دیکھے مثلاً اس کے چہرہ کا چمکنا یا روشن ہونا یا اس سے خوشبو کی مہک آنا تو اس کو لوگوں سے بیان کرو اور اگر کوئی مکروہ بات دیکھیں مثلاً اس کے چہرے یا بدن کا سیاہ ہو جانا یا اس کی شکل وصورت کا بدل جانا یا اس سے بدبو آنا لوگوں سے ظاہر کرنا جائز نہیں۔

فقہاء حنفیہ لکھتے ہیں کہ میت کو غسل دینے کے لیے تخت یا چارپائی پر پہلے بائیں کروٹ لٹائیں تا کہ غسل دینے میں داہنی طرف سے ابتداء ہو پھر غسل دیں یہاں تک کہ اوپر سے نیچے تک تمام بدن کا غسل ہو جائے، یہ ایک غسل ہوا پھر داہنی طرف لٹا کر اسی طرح غسل دیں یہ دوسرا غسل ہوا پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر اسی طرح غسل دیں یہ تیسرا غسل ہو۔

[کتاب الجنائز محدث عبد الرحمٰن مبارکپوری ص ۲۵، ۲۶]

اگر تین دفعہ غسل دینے کے بعد شرمگاہ سے کوئی غلاظت خارج ہو تو امام حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ دھو دینا کافی ہے پھر غسل دینے کی ضرورت نہیں۔ علمائے احناف کا بھی یہی قول ہے، لیکن حضرت محمد بن سیرین تابعی فرماتے ہیں کہ تین بار غسل دیا جائے اگر تین بار غسل دینے کے بعد کوئی چیز خارج ہو تو پانچ بار غسل دیا جائے اور اگر پانچ بار غسل دینے کے بعد کوئی شئی خارج ہو تو سات بار غسل دیا جائے۔ امام محمد بن سیرین وہ جلیل القدر

شخصیت ہیں جو تجہیز و تکفین کے احکام و مسائل کو تمام تابعین سے زیادہ جاننے والے تھے اور انہوں نے غسل دینے کا طریقہ حضرت ام عطیہؓ سے سیکھا تھا۔ (عون المعبود شرح سنن ابی داؤد ج ۳ ص ۱۶۶)

جواب نمبر 2: اس کے متعلق احادیث رسول ﷺ میں کچھ نہیں آیا لیکن بعض کے نزدیک میت قبلہ رخ ہونی چاہیے اور بعض کہتے ہیں کہ میت کے پاؤں قبلہ کی طرف ہوں۔

جواب نمبر 3: ہاں صحیح مسلم شریف میں ہے: عن ام عطية (نسيبة) ... غسلنه ثلاثا او خمسا او سبعا او اكثر من ذالك ان رأيتن ذالك. (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۰۵ وصحیح بخاری باب يجعل الكافور في الاخرة ص ۱۸۱۶۸) حضرت ام عطیہ (نسیبہ) رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بڑی لخت جگر حضرت زینبؓ کو غسل دینے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ اس کو تین بار یا پانچ یا سات بار غسل دیں یا اس سے بھی زیادہ اگر تم اس کی ضرورت محسوس کرو۔

فائدہ نمبر (۱): حضرت ام عطیہ نسیبۃ بڑی فاضلہ صحابیہ تھے اور تقریباً یہی بی بی فوت شدہ صحابیات کو غسل دیا کرتی تھیں۔ (نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۳۰۴)

فائدہ نمبر (۲): حضرت ام عطیہؓ کی متفق علیہ حدیث سے ثابت ہوا کہ حسب ضرورت میت کو سات بار غسل دینا جائز ہے۔

فائدہ نمبر (۳): اگر کافور اور بیری کے پتے دستیاب نہ ہوں تو ویسے ہی سادہ گرم پانی سے غسل دے دیا جائے، قرآن مجید میں ہے: لا يكلف الله نفسا الا ما اتاها (الطلاق)

غسل کون دے؟ کوئی متدین آدمی جو رازدار ہو غسل دے اس لیے اگر شوہر اپنی بیوی اور بیوی اپنے شوہر کو غسل دے تو بہت ہی اچھا بلکہ مسنون اور ماثور ہے دلائل حسب ذیل ہیں۔

شوہر کا بیوی غسل دینا:

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ سے واپس تشریف لائے تو اس وقت میرے سر میں درد ہو رہا تھا اور وَا رَأسَاه وَا رَأسَاه کہتے جا رہی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ماضرك لو مت قبلي غسلتك وكفنتك ودفنتك. (سنن ابن ماجه باب غسل الرجل امراته وغسل المرأة زوجها ص ۱۰۵ ودارمی بحواله مشكوٰة ص ۵۴۹) آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ آپ کو فکر کاہے کو ہے اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہوگئی تو میں بنفس نفیس تجھے غسل دوں گا اور کفن اڑھاؤں گا اور دفن کروں گا۔ نیز ملاحظہ فرمائیں محلی ابن حزم ج ۵ ص ۱۷۵۔ لہٰذا مولانا اشرف علی تھانوی اور ڈاکٹر عبدالحی صدیقی عارفی وغیرہ علمائے احناف کا یہ فتویٰ کہ شوہر اپنی فوت شدہ بیوی کو غسل نہیں دے سکتا، حدیث کے سراسر خلاف ہے کون نہیں جانتا کہ سیدہ فاطمہ الزہراؓ کو حضرت علیؓ نے خود غسل دیا تھا۔

بیوی کا شوہر کو غسل دینا:

حضرت عائشہؓ افسوس کرتے ہوئے فرماتی ہیں: لو كنت استقبلت من امري ما استدبرت ما غسل النبي ﷺ. (الانساء، ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۵۵) "اگر وہ بات مجھے پہلے سوجھ جاتی جس کا مجھے بعد میں خیال آیا تو آپ ﷺ کو آپ کی بیویوں کے سوا اور کوئی شخص غسل نہ دیتا۔"

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ان کی زوجہ محترمہ اسماء بنت عمیسؓ نے حضرات صحابہ کرامؓ کی موجودگی میں غسل دیا تھا۔ (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۴۶، تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۲۷۵ وتاریخ الخلفاء ص ۷۰ اور شرح السنة ج ۱ کتاب الجنائز والدارقطنی ج ۲ ص ۷۹) اسی طرح حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کو خود غسل دیا۔ (نیل الاوطار، ج ۴ ص ۲۷)

غیر محرم مرد اور غیر محرم عورت کا ایک دوسرے کو غسل دینا:

اگر مرد کسی ایسی جگہ مر جائے جہاں غیر محرم عورتوں کے سوا کوئی دوسرا مرد موجود نہ ہو یا کوئی عورت فوت ہو جائے کہ غیر محرم مردوں کے سوا دوسری کوئی عورت موجود نہ ہو تو امام مالک فرماتے ہیں کہ اس صورت حال میں اس مرد اور عورت کو غسل کے بجائے تیمم کرا دیا جائے مگر امام ابن حزم فرماتے ہیں کہ ایسی صورت میں غیر محرم مرد غیر محرم عورت کو اور غیر محرم عورت غیر محرم مرد کو غسل دے سکتی ہے مگر تیمم جائز نہیں وہ لکھتے ہیں: لو مات رجل بين نساء لا رجل معهن او ماتت امرأة بين رجال لا نساء معهم غسل النساء الرجل وغسل الرجال المرأة على ثوب كثيف بصب الماء على جميع الجسد۔ [محلی ابن حزم ج ۵ ص ۱۷۶]

اگر مرد مر جائے اور وہاں غیر محرم عورتوں کے سوا دوسرا کوئی مرد نہ ہو تو اور اگر عورت مر جائے اور وہاں غیر محرم مردوں کے سوا کوئی عورت نہ تو اس حالت میں غیر محرم عورت مرد کو اور مرد غیر محرم عورت کو غسل دے سکتے ہیں اس صورت میں میت پر گاڑھا کپڑا ڈالا جائے اور ملے بغیر پانی بہایا جائے، غسل فرض ہے وہ صرف پانی بہانے سے حاصل ہو سکتا ہے تیمم کافی نہیں

جواب نمبر 4: ایسی صورت حال میں انسانی جسم کے اعضاء کو غسل دینا چاہیے غسل دیئے بغیر ان کی تکفین تدفین جائز نہیں۔ امام ابن حزم فرماتے ہیں: ويصلى على ما وجد من الميت المسلم واله ظفرا وشعر فما فوق ذالك ويغسل ويكفن. ج ۵ ص ۳۸ کہ مسلمان میت کے اگر صرف ناخن یا بال ہو تو نہ صرف ان کا جنازہ پڑھا جائے گا بلکہ ان کو غسل بھی دیا جائے گا اور کفن بھی پہنانا ہوگا۔

مغنی ابن قدامہ میں ہے: فان لم يوجد الا لبعض الميت فالمذهب

اللہ یغسل ویصلی علیہ وھو قول الشافعی ج ۲ ص ۲۰۹ کتاب الجنائز مسئلہ ۱۶۴۱ ۔ اگر مسلم میت کے جسم کا کوئی عضو مثلاً ہاتھ یا پاؤں یا سر یا ٹانگ ہی ہو تو اس کو غسل دیا جائے اور اسکی نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔ امام شافعی کا بھی یہی قول ہے اور امام احمد کا بھی یہی مذہب ہے اور ہمارے نزدیک بھی یہی صحیح ہے کہ احتیاط اسی میں ہے۔

<u>اگر غسل سے میت کے بکھرنے کا خطرہ ہو:</u>

اگر غسل دینے سے میت کے جسم کے پھٹ جانے کا اندیشہ ہو جیسے چیچک کے عارضہ میں مرنے والا یا ڈوب کر یا آگ میں جل کر فوت ہو تو ایسے مردہ کو بل کر غسل نہ دیا جائے بلکہ اس پر پانی بہا دینا کافی ہے اگر پانی بہانے سے بھی میت کے ٹوٹ پھوٹ ہو جانے کا خطرہ ہو تو اس صورت میں تیمم کرا دیا جائے (مغنی ابن قدامہ ج ۲ ص ۲۰۹) اگر پانی میسر نہ ہو: تیمم کرا دیا جائے جیسا کہ پانی میسر نہ ہونے کی صورت میں جنبی تیمم سے نماز پڑھ سکتا ہے۔

جواب نمبر 5: وہ فوت شدہ تکبیروں کی قضا کرے۔ امام زہری فرماتے ہیں:

عن مالک انہ سأل ابن شہاب الزھری عن الرجل یدرک بعض التکبیر علی الجنازۃ ویفوت بعضہ قال یقضی مافاتہ من ذالک۔ (مؤطا امام مالک باب التکبیر علی الجنائز ص ۲۰۹ اصح المطابع کراچی) یعنی امام مالک کہتے ہیں کہ میں نے یہ مسئلہ امام زہری سے دریافت کیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ اس آنے والے کی جو تکبیریں رہ جائیں ان کی قضا کرے۔ یعنی امام کے سلام کے بعد وہ پوری کرے، امام زہری کے اس قول کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَافَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۸۸) یعنی جو امام کے ساتھ پاؤ پڑھ لو اور جو فوت ہو جائے تو اس کو پورا کرو۔

امام ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم المتوفی ۴۵۶ھ فرماتے ہیں

من فاتہ بعض التکبیر علی الجنازۃ کبر ساعۃ یأتی ولا ینتظر تکبیر الامام فاذا سلم الامام أتم ھو مابقی من التکبیر یدعوا بین تکبیرۃ وتکبیرۃ کما کان یفعل مع الامام لقول رسول اللہ فمن اتی الی الصلوٰۃ ان یصلی ما ادرک ویتم مافاتہ وھذہ صلوۃ وماعدا ھذا فقول فاسد لادلیل علی صحتہ لامن نص و لامن قیاس ولاقول صاحب۔ (کتاب محلی ابن حزم ج ۵ ص ۱۷۹) ''وہ شخص جو امام کے ساتھ بعض تکبیرات پا نہ سکے تو وہ آتے ہی تکبیر کہے، امام کی تکبیر کا انتظار نہ کرے جب امام سلام پھیرے تو باقی ماندہ تکبیر بالترتیب پوری کرلے اور ان میں دعائیں وغیرہ پڑھتا رہے، جیسا کہ امام کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص پوری نماز باجماعت نہ پا سکے تو جتنی نماز امام کے ساتھ پائے وہ پڑھے جو رہ گئی ہے اس کو پورا کرے چونکہ نماز جنازہ بھی نماز ہے لہٰذا اس میں بھی اسی طرح کرنا چاہیے، اس طریقہ کے برعکس جو کچھ آراء ہیں وہ سب فاسد ہیں ان کی صحت پر دلیل نہ تو کتاب وسنت میں سے کوئی نص ہے نہ قیاس اور نہ کسی صحابی کا قول موجود ہے۔''

جواب نمبر 6: اگر میت کے ناخن اور لبیں بڑھ گئی ہوں ناخنوں کو اتارا جائے اور لبیں کٹوائی جائیں، موئے زہار (زیر ناف بال) بڑھے ہوئے ہوں تو ان کو صاف کرا دیا جائے کیونکہ یہ امور فطرت میں داخل ہیں۔ (۱)

جیسا کہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے: عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَاَعْفَاءُ اللِّحْيَةِ وَالسِّوَاكُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ بِالْمَاءِ وَقَصُّ الْاَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَحَلْقُ الْعَانَةِ وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ يَعْنِي الْاِسْتِنْجَاءَ بِالْمَاءِ قَالَ زکریا قال مصعب وَنَسِيْتُ الْعَاشِرَةَ اِلَّا تَكُوْنَ الْمَضْمَضَةَ. (سنن ابی داود باب السواک من الفطرۃ ج ۱ ص ۹ .وفی سنن النسائی عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قال رسول اللہ ﷺ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَالْخِتَانُ. باب خمس من الفطرۃ ج ۱ ص ۷) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسب ذیل دس چیزیں فطرت میں داخل ہیں، لبوں کا کاٹنا، داڑھی کو بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی چڑھانا ناخنوں کا کاٹنا، انگلیوں کے پوروں کو اچھی طرح دھونا، بغلوں کے بال اکھاڑنا، زیر ناف بالوں کو مونڈنا اور پانی کے ساتھ استنجاء کرنا مگر حدیث کے راوی مصعب دسویں چیز بھول گئے، ان کے مطابق وہ منہ کی کلی ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ دسویں چیز ختنہ ہے جیسا کہ سنن نسائی میں حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں ختنہ کی تصریح موجود ہے۔ اس لیے یہ مناسب نہیں کہ ایک شخص کو رب تعالیٰ کے حضور بھیجنے کے لیے تیار کیا جائے تو اس کی حالت فطرت کے خلاف ہو، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما میت کو تیار کرتے وقت اگر اسکے زیر ناف بال بڑھے ہوتے تو ان کو مونڈ دیتے تھے، ناخنوں کو لینا اور لبوں کو کٹوانا بھی فطرت میں داخل ہے۔ (محلی ابن حزم ج ۵ ص ۱۷۷) مذکورہ بالا احادیث اور مجدد وقت وفخر اندلس نامور محدث وفقیہ امام ابن حزم کی تحقیق کے مطابق میت کی حجامت بنانا بلاشبہ ضروری ہے۔

ھذا ماعندی واللہ اعلم۔

(۱)...... یہ محترم مفتی صاحب کی رائے ہے۔ ادارے کا اس سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

☆......☆......☆

تفسیر سورۃ النسآء

(قسط نمبر 60) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ○ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ○ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ○

اور دین میں اس شخص سے زیادہ اچھا کون ہے جس نے اپنا چہرہ اللہ کے سامنے جھکا دیا اور وہ نیکی کرنے والا بھی ہو اور ملت ابراہیم کی پیروی کرے، جو صرف یکطرفہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خاص دوست بنایا تھا (۱۲۵) اور آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ ہی کا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے (۱۲۶) اور (اے نبی ﷺ) لوگ آپ سے عورتوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہہ دیجیے اللہ تعالیٰ خود ان کے بارے میں حکم دے رہا ہے اور کتاب کی وہ آیتیں جو تمہیں (پڑھ کر) سنائی جاتی ہیں وہ ان یتیم عورتوں کے متعلق ہیں جنہیں انکا مقرر حق تم نہیں دیتے اور تم چاہتے ہو کہ ان سے نکاح کر لو اور وہ کمزور بچوں کے بارے میں (تمہیں حکم دے رہا ہے) اور یہ بھی کہ تم یتیموں سے انصاف کرو اور تم جو بھی نیکی کرو بیشک اللہ تعالیٰ اس کا خوب علم رکھتا ہے (۱۲۷)

<u>مشکل الفاظ کے معانی:</u>

اَسْلَمَ:	اس نے مطیع کیا	مُحْسِنٌ:	نیکی کرنے والا
مِلَّةَ:	دین	حَنِيْفًا:	یکطرفہ
خَلِيْلًا:	خاص دوست	مُحِيْطًا:	گھیرنے والا
يَسْتَفْتُوْنَكَ:	وہ آپ سے فتویٰ طلب کرتے ہیں		
مَا كُتِبَ لَهُنَّ:	جو انکے لیے فرض کر دیا گیا ہے	اَلْقِسْطِ:	انصاف

<u>ماقبل سے مناسبت:</u>

سابقہ آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمان بالآخرت کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے فرمانبرداروں اور نافرمانوں کا انجام بیان کیا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مرد وزن کی کوئی نیکی ضائع نہیں ہوگی اور اعمال صالحہ کرنے والوں کا مقدر جنت ہوگی۔ ان آیات کریمہ میں اسلام کو سب سے بہترین دین (دین ابراہیم) قرار دے کر لوگوں کو خلوص نیت کے ساتھ اس پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دی گئی ہے تاکہ وہ گمراہی کی تاریکیوں سے محفوظ رہ سکیں اس کے ساتھ ہی عدل وانصاف کو دین ابراہیمی کی اساس قرار دیتے ہوئے مرد وزن کے حقوق میں عدل وانصاف کرنے کا حکم دیا ہے۔

<u>التوضیح:</u>

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا. دین اسلام کو سب سے بہتر دین قرار دے کر اس پر عمل پیرا ہونے والوں کی تعریف کی گئی ہے، کیونکہ یہی وہ دین ہے جس میں سلامتی کی ضمانت ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو اپنا پسندیدہ دین قرار دیا ہے اور یہی وہ دین ہے جسے دین ابراہیم کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

<u>دین ابراہیمی کی صفات:</u>

ابراہیم علیہ السلام نے جس دور اور حالات میں دین اسلام پر از خود عمل کیا اور اسے لوگوں کے سامنے پیش کیا وہ حالات بڑے ہی کٹھن اور پُرفتن تھے، انہوں نے حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے دین اسلام پر عمل کیا اور اپنے خالق ومالک کی خوشنودی حاصل کر لی، ان کے دین کی قابل ذکر دو صفات ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے مقابلے میں تمام طاغوتی طاقتوں سے ٹکرا گئے آباء کی تقلید کو ترک کرتے ہوئے بت پرستی اور نمرود کی خدائی کا انکار کیا اور صرف اللہ وحدہ لاشریک کے دامن میں پناہ لی، اسی لیے وہ حنیف بھی کہلائے (۲) اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کو بخوشی تسلیم کیا اور اس راستے میں آنے والے تمام مصائب ومشکلات کی کوئی پرواہ نہ کی اور اپنے خالق ومالک کی رضا کے لیے صبر واستقامت سے کام لیا۔ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا o دین حق کے راستے میں آنے والے کٹھن مراحل کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے قبول کرتے ہوئے تمام آزمائشوں اور امتحانوں میں کامیاب ہوئے تو پھر اللہ تعالیٰ نے خلیل اللہ کے لقب سے نوازا، یہ لقب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس لیے دیا گیا کیونکہ ان کے دل میں اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کی بے انتہاء محبت تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے آخری خطبہ میں ارشاد فرمایا: (اَيُّهَا النَّاسُ) لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ خَلِيْلًا لَا تَّخَذْتُ ابْنَ اَبِيْ قُحَافَةَ خَلِيْلًا وَلٰكِنَّ صَاحِبُكُمْ خَلِيْلُ اللّٰهِ. لوگو! اگر میں نے اہل زمین میں سے کسی کو اپنا خلیل بنانا ہوتو تو ابن ابوقحافہ کو اپنا خلیل بنالیتا لیکن تمہارے صاحب تو اللہ کے خلیل ہیں۔ [بخاری بشرح الکرمانی کتاب الصلاۃ باب الخوفۃ ج 4ص 119رقم الحدیث: 466مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب فضل ابی بکر الصدیقؓ ج 8 جزء15ص 129رقم الحدیث:2383]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَنِيْ خَلِيْلًا كَمَا اتَّخَذَ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا. بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی طرح اپنا خلیل بنالیا ہے جس طرح اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تھا۔ [مسلم کتاب المساجد باب النھی عن بناء المساجد علی القبور ج 3جزء5ص 12رقم الحدیث: 532المستدرک للحاکم ذکر ابراھیم النبی ﷺ ج3ص 418رقم الحدیث:4072]

پھر فرمایا: وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا o جزا اور سزا کا قانون بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا آسمانوں اور زمین میں موجود ہر چیز پر اپنی ملکیت کا لفظ بولنا اس بات کی بین دلیل ہے کہ کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے ماوراء نہیں اور وہ اپنے قوانین کو نافذ کرنے کی پوری قدرت رکھتا ہے اور اگر کوئی اس کی گرفت سے بچنا چاہے تو کسی بھی صورت بچ نہیں سکتا۔

وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ. اسلام دین عدل ہے اور اس نے ہر طبقہ کے حقوق کی پاسداری کرتے ہوئے ان کے حقوق کی ادائیگی کے اہتمام کا حکم دیا ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ہر حق والے کو اسکا حق دینے کا تاکیدی حکم صادر فرمایا ہے، مرد وزن کے حقوق کی ادائیگی قیام امن اور اصلاح احوال کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ معاشرہ میں قیام امن کے لیے عورت کا بہت بڑا کردار ہے، اسی لیے اسلام نے اسکے حقوق کی ادائیگی مختلف اوقات میں مختلف انداز سے تلقین فرمائی ہے، کیونکہ اسلام سے قبل عورت کے حقوق کا مختلف انداز میں استحصال کیا جاتا رہا، بالآخر اسلام نے ایک ضابطہ حیات مقرر کرکے عورتوں کے حقوق کو متعین کردیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جس آدمی کے پاس یتیم لڑکی ہوئی وہی اس کا وارث ہوتا وہ لڑکی اسے اپنے تمام مال حتیٰ کہ کھجور کے درخت میں شریک کرلیتی، اب وہ شخص خود اس لڑکی سے نکاح کرنا چاہتا کیونکہ وہ اس کا کسی دوسرے سے نکاح کرنا پسند نہیں کرتا تھا کہیں وہ اس کے مال میں حصہ دار نہ بن جائے جس میں لڑکی حصہ دار تھی تو ایسے شخص کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ .[بخاری بشرح الکرمانی کتاب التفسیر باب قوله (وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ) ج 17ص 67رقم الحدیث: 4600مسلم کتاب التفسیر باب فی تفسیر آیات متفرقۃ ج9جزء17ص 122رقم الحدیث:3018]

پھر فرمایا: وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اگر کسی آدمی کے زیر پرورش کوئی ایسی یتیم لڑکی ہو جس سے اس کا نکاح بھی حلال ہو اور آدمی (کفیل) اس لڑکی سے نکاح کی رغبت بھی رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اس کو اتنا ہی حق مہر دے کہ جتنا اس لڑکی جیسی دوسری عورتوں کو (عرف) میں دیا جاتا ہے، اگر وہ مہر مثل نہ دینا چاہیے تو پھر وہ اس کے علاوہ کسی اور عورت سے نکاح کرلے۔ [تفسیر طبری ج5ص410]

ابن عباسؓ اور آیت مبارکہ:

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں جب کسی آدمی کے پاس یتیم لڑکی ہوتی تو وہ اس پر کپڑا ڈال دیتا، جس کا معنی یہ ہوتا کہ اب اس سے کوئی نکاح نہیں کرسکتا اور اگر وہ لڑکی خوبصورت ہوتی تو یہ اس سے خود نکاح کرکے اس کا مالک بن جاتا اور اگر وہ بدصورت ہوتی تو نہ خود نکاح کرتا اور نہ ہی کسی اور کے ساتھ اس کا نکاح کرتا ہے وہ اسی طرح (کنواری) فوت

ہو جاتی تو یہ اس کا وارث بن جاتا، اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے منع فرمایا ہے۔[تفسیر طبری ج5 ص410]

وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ. زمانہ جاہلیت میں لوگ کمزور بچوں اور لڑکیوں کو وراثت سے محروم کر دیتے، وراثت کا حق دار صرف لڑکوں کو تصور کیا جاتا، جو لڑائی یا انتقام لینے کے قابل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ انصاف کرنے اور ان کو وراثت میں مقررہ حصہ دینے کا سختی سے حکم دیا تا کہ کمزور یتیم بچوں کے ساتھ کسی قسم کا ظلم نہ ہو اور اسی طرح وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ فرما کر کہ یتیم لڑکیاں صاحب مال اور صاحب جمال نہ بھی ہوں تو پھر بھی ان کے ساتھ نکاح کرنے اور انصاف کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

پھر فرمایا: وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا o تم جو بھی بھلائی کرو گے بیشک اللہ تعالیٰ اس سے پوری طرح باخبر ہے، یہ فرما کر اللہ تعالیٰ نے نیک اعمال کرنے اور اپنی اطاعت بجالانے کا شوق دلایا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال کو بخوبی جانتا ہے اور قیامت کے روز اس کا پورا پورا صلہ عطا فرمائے گا۔

اخذ شدہ مسائل:

(1) دین اسلام سب سے اچھا اور اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین ہے (2) دین ابراہیمی کی سب سے بڑی اور قابل ذکر دو صفات ہیں (۱) اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تمام طاغوتی طاقتوں سے ٹکرا جانا، تقلید آباء کا انکار کرنا (۲) اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کو رغبت اور رضاء کے ساتھ تسلیم کر لینا (3) زمین و آسمان کی ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے، کوئی بھی چیز اس کے قانون قدرت سے باہر نہیں (4) اسلام یتیم عورتوں اور کمزور بچوں کیساتھ بھی عدل کا حکم دیتا ہے (5) اسلام نے زمانہ جاہلیت میں ہونے والے مختلف قسم کے ظلم وستم کو احسن انداز سے ختم کرتے ہوئے دنیا کے سامنے مثال قائم کی ہے (6) ہر انسان کو حسب استطاعت نیک وصالح اعمال کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

پاکستان مثالی ریاست نہیں بن سکتا

اہل مذہب کی متنوع خیالی مفسد ہے!

باسط حلیم علامہ (basit.haleem@yhoo.com)

لوگوں کی یہ خواہش شروع سے ہی ہے کہ پاکستان اسلام کے نام پر وجود میں آیا ہے اسے مثالی ریاست ہونا چاہیے اور ہم داخلی امن کے حصول کے ساتھ ساتھ مغرب کو ایک مثالی ریاست کے طور پر دکھا کر یہ ثابت کر دیں، اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو لوگوں کی اس دنیا میں پر امن سکونت کو ممکن بنا سکتا ہے۔ اس خواہش کی تکمیل کے لیے لوگ ہمیشہ سے مذہبی جماعتوں سے متعلق رہے ہیں اور ہر مذہبی جماعت ہی یہ دعویٰ کرتی نظر آتی ہے کہ وہ پاکستان کو مثالی اسلامی ریاست بنا کر رہے گی لیکن قارئین کرام معذرت کے ساتھ عرض کروں یہ خواہش پوری نہیں ہو سکتی، اس کی متعدد وجوہات ہیں۔ مثال کے طور پر اجتماعی شعور کا نہ ہونا اور جاگیردارانہ جمہوری نظام، لیکن میں ان کو بھی اس طرح ذمہ دار نہیں سمجھتا جس طرح مذہب کے نمائندوں کو سمجھتا ہوں۔ اہم الوجوہ وجہ پاکستان کے مسلمانوں کی متنوع خیالی ہے، ہر جماعت چند آدمیوں کو لے کر اپنے ہی مصلح ہونے کا دعویٰ کرتی پھرتی ہے، جب کسی علاقہ کے ایک ہی مذہب کے لوگ اتنے متنوع خیال ہوں، عقائد ونظریات اور فکر وعمل میں تضادات واختلافات کا شکار ہوں تو دو مشکلات پیش آتی ہیں۔ ایک یہ کہ اہل مذہب کا اتحاد پارہ پارہ ہو جاتا ہے جو کہ مثالی ریاست کے قیام کے لیے لازمہ ہے اور دوسری مشکل یہ ہوتی ہے کہ اگر اہل مذہب ریاست میں بالادست ہو بھی جائیں (فی الحال ممکن نہیں) تو یہ طے نہیں پاتا کہ کس جماعت یا فرقہ کا اسلام نافذ کیا جائے، اس چیز کا مشاہدہ ہم نے ضیاء الحق کے دور میں کیا ہے۔

تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ متنوع خیالی مفسد ہے خود ایک ہی مذہب کے ماننے والوں کو جان کا دشمن بنا دیتی ہے اور اس عمل سے غیروں کو بالادست ہونے کا موقعہ ملتا رہتا ہے۔ پاکستان میں آج مسلمانوں کو خود ساختہ فساد سے امان حاصل نہیں، خلافت، جمہوریت، شورائیت کے حامی دوسری طرف جہادی تنظیموں کے اعمال، خودکش حملے، خانقاہی اور صوفیانہ نظام تزکیہ، عدم تشدد کے حامی، حیات وممات کے جھگڑے، شرک و بدعت کے فساد اور شیعہ سنی نزاع، یہ سب متنوع افکار کے مفسد شاخسانے ہیں۔ مثال سے بات واضح کروں، اخوان المسلمون مصر میں کامیاب ہوئے ہیں کیونکہ وہاں اس قدر متنوع خیالی نہیں تھی لیکن اسی طرز کی پاکستانی جماعت جماعت اسلامی کی کوششیں بے سود رہی ہیں۔ وہ اتنے عرصہ میں کوئی مقام حاصل نہیں کر سکی اسی طرح دوسری جماعتیں بھی آپ کے سامنے ہیں، یہ تمہید اگر سمجھ میں آ گئی ہے تو اگلی بات اذہان میں متحضر کر لیں کہ ایسے متنوع خیال مسلمانوں کے معاشروں میں اگر بھی مذہب کے نمائندے کثرت سے اسمبلی کے نمائندہ بن بھی جائیں تو نظام کی تبدیلی یا نظام کی اصلاح میں موثر کردار ادا نہیں کر سکتے۔ انقلاب نہیں آتے صرف ایک آمر سے دوسرے آمر کی طرف انتقال اقتدار ہوتا ہے۔ ☆☆☆

معجزات رسول صلی اللہ علیہ وسلم

معراج کی چند عظیم نشانیاں

حافظ صلاح الدین یوسف

قرآن مجید میں اسراء (مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا بذریعہ براق سفر) کا مقصد یہ بتلایا گیا ہے: ﴿لِنُرِيَهُ مِنْ اٰيٰتِنَا﴾ (بنی اسرائیل:۱) اسی طرح سورۂ نجم میں معراج (سیر آسمانی) کی بعض تفصیلات بیان کی گئی ہیں، فرمایا: ﴿لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى﴾ (النجم:۱۸) ''اللہ کے پیغمبر نے (وہاں) اپنے رب کی بعض بڑی نشانیاں دیکھیں'' ان دونوں آیات سے واضح ہوتا ہے کہ اسراء و معراج کی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کی بہت سی عظیم نشانیوں کا مشاہدہ کیا، ان میں سے چند بڑی نشانیاں حسب ذیل ہیں: ☆ شق صدر کے بعد نبی ﷺ کے قلب اطہر کا نکالنا اور پھر اسے دھو کر دوبارہ اپنے مقام پر رکھ دینا، بھی ایک عظیم نشانی ہے کیوں کہ اس دور میں تو طب و سائنس کی وہ ترقی نہیں تھی جو آج کل عام ہے، اس دور میں دل کا اپنے مقام سے باہر نکال لینا موت کے مترادف تھا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ نہیں ہوا یہ اللہ کا حکم اور اس کی مشیت تھی۔ اللہ کے خصوصی فضل و کرم سے آپ کی زندگی محفوظ ہی رہی تا آنکہ آپ کا دل ایمان و حکمت سے بھر کر اپنے مقام پر رکھ دیا گیا ☆ دوسری بڑی نشانی: اللہ تعالیٰ کی طرف سے براق جیسی برق رفتار سواری کا انتظام کرنا تھا جس نے ڈیڑھ دو مہینے کے سفر کو رات کے ایک نہایت قلیل حصے میں طے کرا دیا ☆ تیسری بڑی نشانی: معراج (سیڑھی) کے ذریعے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمانوں پر لے جانا ہے، یہ کیسی عظیم الشان سیڑھی ہو گی جو آسمانوں پر چڑھنے کے لیے آپ کو مہیا کی گئی براق کو آپ نے بیت المقدس میں باندھ دیا تھا، آسمانوں سے واپس آنے کے بعد آپ نے دوبارہ بیت المقدس سے مسجد حرام تک کا سفر اسی براق پر کیا ☆ چوتھی بڑی نشانی: بیت المقدس میں تمام انبیاء کا جمع کرنا اور ان کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھنا، یہ واقعہ چاہے آسمانوں پر جانے سے پہلے کا ہو یا آسمانوں سے واپسی پر (جیسا کہ اس میں اختلاف ہے) اس کی اہمیت واضح ہے ☆ پھر ایک انسان کا آسمانوں پر عروج بھی کچھ کم اہمیت کا حامل نہیں ہے، یہ بجائے خود ایک بہت عظیم نشانی ہے ☆ پھر آسمانوں پر جلیل القدر انبیاء علیہم السلام سے ملاقاتوں کا خصوصی اہتمام بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی شان کا اظہار اور ایک عظیم نشانی کا مشاہدہ ہے ☆ سدرۃ المنتہیٰ کا مشاہدہ جو مقام انتہاء ہے، بالائی چیزوں کا بھی اور ارضی چیزوں کا بھی، اس سے اوپر کی چیزیں بھی جنہیں نیچے اترنا ہوتا ہے ان کا نزول پہلے یہاں ہوتا ہے: فرشتے اسے یہاں سے وصول کر کے اسکے مطابق کارروائی کرتے ہیں اور نیچے زمین سے اوپر (آسمانوں) کو جانے والی چیزیں بھی یہاں آ کر ٹھہر جاتی ہے اور پھر اسکے بعد ان کو جہاں لے جانا ہوتا ہے، لیجایا جاتا ہے، اس اعتبار سے یہ بہت ہی اہم مقام اور نہایت اہم مرکز ہے۔ علاوہ ازیں یہ مرکز تجلیات الٰہی بھی ہے۔ اسکے گرد سونے کے پروانے محو پرواز رہتے ہیں۔ اس کے حسن و جمال اور رعنائی منظر کو بیان نہیں کیا جا سکتا، اسی کے پاس جنت الماویٰ بھی ہے، اسی جگہ پر (صَرِيْفُ الْاَقْلَامِ) ''قلموں کے چلنے کی آوازیں'' بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی تھیں جس کا مطلب ہے کہ یہیں فرشتے لوح محفوظ سے قضاء و قدر کے فیصلے نوٹ کرتے ہیں۔

اسی مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ تین چیزیں ملیں جو شب معراج کے خاص تحفے ہیں اس رات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو دوسری مرتبہ ان کی اصلی صورت میں دیکھا یہاں چار نہریں بھی دیکھیں جن کے سوتے اسی مقام پر ہیں گویا سدرۃ المنتہیٰ بہت سے مشاہدات کو مجموعہ اور عجائبات آسمانی کا مظہر ہے ☆ ساتویں آسمان پر بیت المعمور دیکھا جو فرشتوں کی عبادت گاہ ہے جس سے اللہ کی اس نورانی مخلوق کی عظمت و کثرت کا مشاہدہ ہوا کہ روزانہ ستر ہزار فرشتے اس میں عبادت کے لیے آتے ہیں، پھر قیامت تک ان کی دوبارہ باری نہیں آتی ☆ جنت دوزخ اور اس کے بعض مناظر کا مشاہدہ جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے ☆ اور یہ سب کچھ رات کے ایک نہایت ہی قلیل حصے میں ہوا جس کے لیے مہینوں درکار تھے بلکہ کسی انسان کے یہ بس میں ہی نہیں تھا کہ وہ ان عجائبات کو دیکھ سکے جن کا مشاہدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں کرایا گیا۔

معراج کے مزید چند مستند مشاہدات:

مذکورہ دس نکتوں پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ ان میں ہر ایک نکتہ اور پہلو، ایک عظیم نشانی ہے اور ان کا مشاہدہ فی الواقع: ﴿لِنُرِيَهُ مِنْ آيٰتِنَا﴾ اور ﴿لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى﴾ کا مصداق ومظہر ہے تاہم ان کے علاوہ بھی کچھ اور مشاہدات ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس عظیم معجزاتی سفر میں کیے۔ ان میں سے جو سنداً صحیح ہیں، ان میں سے چند اہم واقعات حسب ذیل ہیں:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس رات مجھے سیر کرائی گئی، اس رات کو میں نے موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔'' [صحیح مسلم کتاب الفضائل، باب فضائل موسیٰ، حدیث: ۲۳۷۵]

قبر، یعنی برزخ میں آپ کو مشاہدہ کروایا گیا، اس سے برزخ کی زندگی کا اثبات ہوتا ہے جو ہر انسان کو حاصل ہوتی ہے، چاہے وہ مومن ہو یا کافر۔ انبیاء علیہم السلام تو تمام انسانوں میں افضل ہوتے ہیں، اس لیے یقیناً یہ برزخی زندگی انہیں دوسرے عام انسانوں کے مقابلے میں زیادہ بہتر انداز سے حاصل ہوتی ہو گی لیکن یہ زندگی کس قسم کی ہے؟ اس کی نوعیت وکیفیت کیسی ہے؟ اس کی تفصیل کا ہمیں علم ہے نہ ہم اسے بیان کر سکتے ہیں، تاہم اس کی بابت یہ دعویٰ کرنا کہ وہ دنیوی زندگی ہی کی طرح ہے بلکہ اس سے زیادہ قوی ہے جیسا کہ بعض لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں تو یہ دعویٰ بلا دلیل ہے اگر ایسا ہوتا تو پھر انہیں منوں مٹی کے نیچے دبا کر رکھنے کی ضرورت کیا ہے؟

داروغۂ جہنم اور دجال کا مشاہدہ:

آپ کو داروغۂ جہنم جس کا نام مالک ہے، اور دجال جس کا خروج قیامت کے قریب ہو گا، ان دونوں کا مشاہدہ بھی اسی رات کی نشانیوں کے طور پر کرایا گیا۔ [صحیح مسلم، باب الاسراء، حدیث: ۱۶۵]

جنت کا مشاہدہ:

سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچنے اور وہاں بہت سے عجائبات کا مشاہدہ کرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا فِيْهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ، وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ) (صحیح مسلم الایمان، باب الاسراء برسول اللہ ﷺ، حدیث: ۱۶۳) ''پھر مجھے جنت میں لے جایا گیا تو میں نے وہاں دیکھا کہ موتیوں کے قبے ہیں اور اس کی مٹی کستوری ہے''

کوثر نہر کا مشاہدہ:

جنت میں آپ نے کوثر نہر کا مشاہدہ فرمایا، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اَتَيْتُ عَلٰى نَهْرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفٍ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ: هٰذَا الْكَوْثَرُ.) (صحیح البخاری، التفسیر، باب تفسیر سورۃ الکوثر، حدیث: ۴۹۶۴) ''میں ایک نہر پر آیا اس کے دونوں کنارے موتیوں کے قبوں کے تھے، میں نے پوچھا جبریل علیہ السلام یہ کیا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا، یہ کوثر ہے''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (بَيْنَمَا اَنَا اَسِيْرُ فِي الْجَنَّةِ اِذَا بِنَهْرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ، قُلْتُ: مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ؟ قَالَ: هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِيْ اَعْطَاكَ رَبُّكَ، فَاِذَا طِيْبُهُ اَوْ طِيْنُهُ مِسْكٌ اَذْفَرُ) [صحیح البخاری، الرقاق، باب فی الحوض، حدیث: ۶۵۸۱]

''میں ایک وقت جنت کی سیر کر رہا تھا کہ میں نے وہاں ایک نہر دیکھی جس کے دونوں کنارے جوف دار موتیوں کے قبے تھے، میں نے پوچھا، جبریل! یہ کیا ہے! جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو عطا کی ہے، اس کی مٹی خوشبودار کستوری ہے۔''

ایک تیسری روایت ہے جس کا راوی شریک بن عبداللہ ابی نمر ہے۔ اس کی روایت اوہام کا مجموعہ ہے اس میں اسے پہلے آسمان کے مشاہدات میں بیان کیا گیا ہے۔ [صحیح البخاری، التوحید، باب: ۳۷، حدیث: ۷۵۱۷]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے شریک کی روایت کے جن دس سے زیادہ اوہام کا ذکر کیا ہے، انھی اوہام میں سے ایک وہم نہر کوثر کا ذکر پہلے آسمان پر کرنا ہے۔ [فتح الباری، ج: ۱۳، ص: ۵۹۳]

بہر حال ان روایات سے اس بات کا اثبات ہوتا ہے کہ کوثر نہر جنت میں ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے موقع پر جنت میں اس کا مشاہدہ کیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روز محشر میدان حشر میں ایک حوض عطا کیا جائے گا جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو کستوری سے زیادہ پاکیزہ اور اس میں رکھے ہوئے آبخورے، آسمان کے تاروں کی طرح ان گنت ہونگے جو اس سے ایک دفعہ پانی پی لے گا، کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ [صحیح البخاری، الرقاق، باب الھوض، حدیث: ۶۵۷۹]

اس حوض کو بھی حوض کوثر کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ حوض جنت میں متصل ایک جانب ہوگا اور اس میں پانی جنت کے اندرون جو نہر کوثر ہے اس سے آئے گا۔ [فتح الباری، ج: ۱، ص: ۵۶۷]

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے قدموں کی آہٹ سننا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرائی گئی اور آپ جنت مین گئے تو جنت کی ایک جانب سے آپ نے قدموں کی آہٹ سنی۔ آپ نے پوچھا: ''جبرئیل! یہ کیا ہے؟'' جبریل نے کہا: ''یہ بلال مؤذن کی آواز ہے۔'' تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس آنے کے بعد لوگوں کو بتلایا: ''بلال کامیاب ہوگیا، میں نے اسے (جنت میں) اس طرح دیکھا ہے۔''

[الفتح الربانی لترتیب مسند الامام احمد بن حنبل الشیبانی، ج: ۲۰، ص: ۲۵۴، ۲۵۵، مطبوعہ مصر]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لقب ''صدیق'' کی وجہ تسمیہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کو جب یہ بیان کیا کہ وہ رات کو اس اس طرح مسجد اقصیٰ گئے اور وہاں سے آسمانون پر گئے تو بہت سے لوگوں نے اس پر یقین نہیں کیا حتی کہ بعض نئے نئے ایمان لانے والے بھی یہ واقعہ سن کر ایمان سے پھر گئے، اور دوڑے دوڑے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور کہا: تم نے سنا، تمہارے ساتھی (پیغبر صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ آج کی رات بیت المقدس کی سیر کر کے آئے ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا انھوں نے ایسا کہا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر انھوں نے کہا ہے تو واقعی سچ ہی ہوگا، لوگوں نے کہا: کیا تم اس بات کی تصدیق کرتے ہو کہ وہ رات کو بیت المقدس گئے اور صبح ہونے سے پہلے ہی واپس بھی آگئے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، میں تو ان کی اس سے بھی زیادہ بڑی باتوں کی تصدیق کرتا ہوں میں تو ان کی صبح وشام ان باتوں کی تصدیق کرتا ہوں جو آسمان سے ان کے پاس آتی ہیں، چنانچہ اسی وجہ سے ابوبکر کا نام الصدیق رکھ دیا گیا۔

[الصحیحۃ للألبانی: ۲/ ۲۱۵، رقم الحدیث: ۳۰۶]

مشاطہ فرعون کا حسن انجام:

مشاطہ کے معنی ہیں، بالوں کو بنانے سنوارنے والی، بالوں میں کنگھی پھیرنے والی فرعون نے اپنے اہل خانہ کی خدمت کے لیے مشاطہ (جسے آج کل کی اصطلاح میں بیوٹی پارلر کہا جا سکتا ہے) رکھی ہوئی تھی یہ فرعون کو نہیں بلکہ اللہ کو رب ماننے والی تھی۔ یہ ایک مرتبہ فرعون کی بیٹی کے بالوں میں کنگھی پھیر رہی تھی کہ اس کے ہاتھ سے کنگھی گر گئی تو اس کے منہ سے بے ساختہ یہ الفاظ نکل گئے ''فرعون ہلاک ہو'' تو بیٹی نے یہ بات اپنے باپ فرعون کو بتلا دی جس پر اس نے اسے قتل کروادیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''معراج کی رات میں نے ایک بڑی پاکیزہ خوشبو محسوس کی تو میں نے پوچھا: ''جبریل! یہ خوشبو کیا ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: ''یہ مشاطہ، اس کا خاوند اور اس کی بیٹی ہے'' [الاسراء والمعراج للألبانی، ص: ٥٦] شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ روایت سنداً ضعیف ہے لیکن اس کا ایک اور شاہد ہے جس سے اسے تقویت مل جاتی ہے۔ [الاسراء والمعراج للألبانی، ص: ٥٧]

حجامت (سینگی لگوانے) کی اہمیت:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کی بابت فرمایا: (مَا مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي بِمَلَاءٍ، إِلَّا قَالُوا: يَا مُحَمَّدُ مُرْ أُمَّتَكَ بِالْحِجَامَةِ.) ''میں معراج کی رات فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی گزرتا وہ یہی کہتا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنی امت کو سینگی لگانے کا حکم دیں۔ [سنن ابن ماجہ الطب، باب الحجامۃ حدیث: ۳۴۷۹ والصحیحۃ للألبانی، حدیث: ۲۲۶۳]

سینگی لگانے کو پچھنے لگانا بھی کہتے ہیں، جس کا مطلب نشتر یا استرے سے جسم کو گود کر جسم سے خون نکالنا ہے۔ (نور اللغات)

یہ ایک طریقہ علاج ہے جس سے فاسد خون نکل جاتا ہے اور فاسد خون کے نکل جانے سے انسان صحت یاب ہو جاتا ہے یہ بہت کامیاب طریقہ علاج تھا۔ لیکن یونانی حکمت اور طریقہ علاج کے زوال پذیر ہونے کے ساتھ ہی یہ طریقہ علاج بھی تقریباً متروک ہو گیا ہے۔ نبیؐ ''میں معراج کی رات فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی گزرتا وہ یہی کہتا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنی امت کو سینگی لگانے کا حکم دیں۔ آپ ''میں معراج کی رات فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی گزرتا وہ یہی کہتا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنی امت کو سینگی لگانے کا حکم دیں، کے زمانے میں بھی یہ طریقہ علاج رائج تھا اور آپ نے خود بھی کئی مرتبہ سینگی لگوائی ہے۔ جس کو عربی میں ''حجامت'' کہتے ہیں۔ اس حدیث معراج سے بھی اس طریقہ علاج کی اہمیت وفضیلت کا اثبات ہوتا ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام کا ایک اور منظر:

یہ تو پہلے گزر چکا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی شکل میں دو مرتبہ دیکھا ہے۔ ان میں سے ایک موقع شب معراج کا ہے۔ جس میں آپ نے جبریل کو سبز رنگ کے ریشمی لباس میں دیکھا جس نے آسمانی افق (کناروں) کو بھر دیا تھا۔ [صحیح البخاری، تفسیر سورۃ النجم، حدیث: ۴۸۵۸]

لیکن اسی معراج کے موقع پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت جبریل علیہ السلام کا ایک اور منظر بھی ملاحظہ فرمایا اور یہ وہ منظر تھا جب جبریل علیہ السلام پر اللہ کی خشیت طاری تھی اسی خشیت الٰہی نے انھیں ایسے گم کردیا تھا جیسے پرانا بوسیدہ ٹاٹ ہوتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: (مَرَرْتُ بِجِبْرِيلَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي بِالْمَلَإِ الْأَعْلٰى، وَهُوَ كَالْحِلْسِ الْبَالِي مِنْ خَشْيَةِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ.) (الصحیحۃ: ۳۶۲/۵ حدیث: ۲۲۸۹) ”میں شب معراج کو ملا اعلیٰ (فرشتوں کی مجلس) جبریل علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو وہ اللہ عزوجل کے خوف سے ایسے تھے جیسے پرانا بوسیدہ ٹاٹ ہوتا ہے۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امت محمدیہ ﷺ کے نام خصوصی پیغام:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (لَقِيتُ إِبْرَاهِيمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَقْرِئْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَيِّبَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ، وَأَنَّهَا قِيعَانٌ، وَأَنَّ غِرَاسَهَا سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ.) ”معراج کو میری ملاقات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی تو انھوں نے کہا: اے محمد (ﷺ)! اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہیے اور ان کو بتلایئے کہ جنت کی مٹی بڑی عمدہ ہے، پانی میٹھا ہے، لیکن وہ چٹیل میدان ہے (اس میں کاشت کرنے کی ضرورت ہے) اس کی کاشت کاری: (سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ) ہے“ [جامع الترمذی، الدعوات، باب أن غراس الجنة...... حدیث: ۳۴۶۲]

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ کی فضیلت:

ایک دوسری روایت میں ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نبی ﷺ سے فرمایا: مُرْ أُمَّتَكَ فَلْيُكْثِرُوا مِنْ غِرَاسِ الْجَنَّةِ، فَإِنَّ تُرْبَتَهَا طَيِّبَةٌ، وَأَرْضَهَا وَاسِعَةٌ، قَالَ: وَمَا غِرَاسُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ. [مسند احمد: ۴۱۷/۵] ”اپنی امت سے کہیں کہ وہ جنت میں خوب کاشت کاری کریں اس لیے کہ اس کی مٹی بڑی عمدہ ہے اور اس کی زمین فراخ ہے۔ نبی ﷺ نے پوچھا: ”جنت کی کاشت کاری کیا ہے؟“ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ“ مذکورہ دونوں روایتوں کو شیخ البانی رحمہ اللہ نے شواہد کی بنیاد پر صحیح قرار دیا ہے۔ [الصحیحۃ، ج: ۱، ص: ۱۶۵، ۱۶۶، حدیث: ۱۰۵ والإسراء والمعراج، ص: ۹۹-۱۰۷]

اتباع رسول ﷺ میں انسانیت کی فوز وفلاح

اس اتباع کا ایک نتیجہ تو یہ نکلے گا کہ ہم اللہ کی محبت میں پختہ تر اور مضبوط تر ہوتے چلے جائیں گے اور دوسرا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہم اللہ کے محبوب اور اسکی مغفرت ورحمت کے سزاوار قرار پائیں گے۔ جن کو یہ مرتبہ مل جائے کہ وہ اللہ کے محبوب قرار پائیں ان کی خوش نصیبی اور خوش بختی کا کیا کہنا

اس کے برعکس اگر یہ طرز عمل اختیار کیا جائے کہ محبت رسول ﷺ کے محض دعوے ہیں لیکن اطاعت نہیں، فرائض کی ادائیگی نہیں، اوامر ونواہی کی پرواہ نہیں، احکام شریعت کا سرے سے کوئی لحاظ ہی نہیں تو یہ طرز عمل سراسر معصیت اور فسق وفجور پر مبنی ہے۔ محبت کا یہ خالی خولی دعوی اللہ کے ہاں سرے سے ہی قبول نہیں ہوگا۔

ایسا دعوی جس میں روح محبت ہی نہ ہو اس دنیا میں بھی قبول نہیں ہو سکتا، بلکہ مہمل قرار پاتا ہے۔ ایک طرف محبت کا دعوی ہو اور دوسری طرف اطاعت اور رضا جوئی کا سرے سے کوئی اہتمام نہ ہو۔ حب رسول ﷺ کے بلند دعوے، بڑی وجد آفریں نعتیں اور بڑے لمبے چوڑے سلام، بڑے جوش وخروش اور شان وشوکت سے نکالے ہوئے جلوس جو اکثر عوام کے روزمرہ معمولات اور ان کی آمدورفت میں بڑی مشکلات کھڑی کر دیتے ہیں پھر بڑے ہی اہتمام سے منعقد کی ہوئی میلاد کی محفلیں، شہر بھر میں چراغاں، اگر یہ سب جذبہ اطاعت سے خالی اور اتباع سنت سے عاری ہیں تو یہ سب کچھ سراپا ڈھونگ ہے، فریب نفس ہے۔ اس کی نہ کوئی حقیقت ہے اور نہ میزان میں اس کا کوئی وزن اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس طرز عمل کی پرکاہ کے برابر بھی وقعت اور قدر نہیں بلکہ یہ ملمع کاری قابل مؤاخذ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے سچا اور اتباع پر مضمر پیار نصیب فرمائے۔ آمین

☆............☆............☆

دعائے مغفرت

قاری زبیر احمد میر محمدی کی والدہ محترمہ مختصر علالت کے بعد مورخہ 13-01-08ء بروز منگل انتقال کر گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور شب زندہ دار خاتون تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی امیر جماعت اہلحدیث پاکستان نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی، حافظ محمد طارق، قاری محمد سعید ربانی، قاری محمد اسلم ودیگر سیاسی شخصیات کے علاوہ اہل علاقہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ تمام قارئین کرام سے پُرزور اپیل ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(دعا گو: وقار عظیم بھٹی میر محمدی 0300-4184081)

اتباع رسول ﷺ میں انسانیت کی فوز وفلاح

راحیل گوہر، ایم اے

انسان میں صرف عقل وذہانت (Intellect) ہی نہیں ہوتی بلکہ اس کے باطن میں جذبات واحساسات کا ایک سمندر بھی موجزن ہوتا ہے اور کسی بھی معاشرے میں جہاں اس کی عقلی، فکری اور فلسفیانہ اساسات کو اہمیت حاصل ہے وہاں جذبات کے لیے بھی کسی مرکز کا وجود لازمی اور ابدی ہوتا ہے۔ جس کے ساتھ اگر جذباتی وابستگی نہ ہوگی تو دلوں میں افتراق رہے گا، محبت ورافت کے سوتے خشک ہو جائیں گے، آپس میں بیگانگی اور افتراق کی روش پروان چڑھے گی اور ثقافت میں کوئی یک رنگی پیدا نہ ہو سکے گی، چنانچہ کوئی تہذیبی وثقافتی ہم آہنگی وجود میں نہ آسکے گی۔ یہ درحقیقت وہ جذباتی بنیاد ہے جس سے ہمارے تمدن اور تہذیب کے خدوخال نمایاں ہوتے ہیں اور امت مسلمہ کے لیے اس مطلوبہ کیفیت کا حصول نبی اکرم ﷺ کی اتباع میں ہی مضمر ہے۔

امت مسلمہ حیات ملی کے استحکام اور اس کی شیرازہ بندی کے لیے جس چیز کو مرکزی نقطہ کی حیثیت حاصل ہے اور جو ایک مسلمان کے ایمان قلبی کو جلا بخشتا ہے وہ ہے نبی کریم ﷺ کی بے لوث اور والہانہ محبت، عقیدت واحترام، عزت وتوقیر، گویا فی الجملہ آپ ﷺ کی محبت اور تعظیم ہر مسلمان کے دل کی اتھاہ گہرائیوں تک جاگزین ہونی چاہیے لیکن علمائے سوء کا معاملہ یہ ہے کہ وہ محض عید میلاد النبی ﷺ منا کر، جلسے کر کے، جلوس نکال کر، سیرت النبی ﷺ کانفرنسیں منعقد کر کے یا ذوق وشوق کے ساتھ درود وسلام بھیج کر اور جھوم جھوم کر نعتیں پڑھ کر، یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم نے بحیثیت امتی اپنی ذمہ داری پوری کر دی اور نبی اکرم ﷺ کے جو حقوق ہم پر عائد ہوتے ہیں وہ ہم نے ادا کر دیئے، یہ جھوٹا اطمینان، ہمیں اس طرف متوجہ نہیں ہونے دیتا، کہ ہم یہ معلوم کریں کہ از روئے قرآن حکیم نبی اکرم ﷺ سے ہمارے تعلق کی حقیقی اساسات اور صحیح بنیادیں کیا ہیں؟

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قل یایھا الناس انی رسول الله الیکم جمیعا الذی له ملک السموت والارض لا اله الا هو یحی ویمیت فامنوا بالله ورسوله النبی الامی الذی یؤمن بالله وکلمته واتبعوه لعلکم تھتدون۞﴾۔

''آپ ﷺ کہہ دیجیے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں جو آسمانوں اور زمین کی سلطنت کا مالک ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے، لہٰذا اللہ اور اس کے رسول نبی اُمی پر ایمان لاؤ، جو اللہ اور اس کے ارشادات پر ایمان لاتا ہے اور اسی کی پیروی کرو، امید ہے کہ تم راہ راست پالو گے۔'' [الاعراف:158]

اس آیت مبارکہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انسانی معاشرے کی فوز وفلاح اور کامل ہدایت کے لیے نبی اکرم ﷺ کی اطاعت اور اتباع ناگزیر ہے۔ یہاں یہ بات ذہن میں واضح رہے کہ اطاعت اور اتباع میں بہت بڑا فرق وتفاوت ہے، اطاعت نام ہے اس چیز کا کہ جو حکم ملے اسے بلاچوں چراں بجالایا جائے، کسی بھی قسم کی حیل وحجت اور قیل وقال کی قطعی کوئی گنجائش نہیں، سمع وطاعت والی کیفیت درکار ہے۔

فرمان الٰہی ہے: ﴿من یطع الرسول فقد اطاع الله﴾ ''جس کسی نے رسول ﷺ کی اطاعت کی تو اس نے اللہ کی اطاعت کی۔'' [النساء:80]

جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور اس کی حیثیت دین میں دستوری اور آئینی ہے۔ البتہ اتباع رسول کا دائرہ بہت وسیع ہے، یعنی جو عمل بھی اس ہستی سے منسوب ہے جسے اللہ کا رسول ﷺ مانا گیا۔ جس پر ایمان لایا گیا ہے، جس کی اللہ کے نبی اور رسول ﷺ کی حیثیت سے تصدیق کی گئی ہے، اس ہستی کی نشست وبرخاست اس کی گفتگو، اس کا رہن سہن، اس کی وضع قطع، اس کی تہذیب اور اس کی نجی ومجلسی زندگی کا جو بھی انداز ہو، اس پورے نقشے کو اپنی سیرت وکردار اور قول وعمل میں جذب کرنا ہوگا، اسی رویے اور اسی کیفیت کا نام دراصل اتباع ہے، صحابہ کرامؓ رسول اکرام ﷺ کی طرف اطاعت ہی نہیں بلکہ آپ ﷺ کی بھرپور اتباع بھی کرتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ اللہ کی محبت اور رضا کا حصول رسول ﷺ کی اتباع میں مضمر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله﴾ ''اے نبی ﷺ کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔'' [آل عمران:31]

مسلمانوں کی تہذیب اور اس کے تمدن کے جو اصل خدوخال ہیں وہ درحقیقت اسی اتباع رسول ﷺ سے وجود میں آئے ہیں کیونکہ یہ

انسانی طبیعت کی کمزوری ہے کہ کسی دلنواز شخصیت کی اسے حاجت ہوتی ہے جس سے اس کو قلبی لگاؤ اور جس کی صحبت میں رہ کر پورا معاشرہ امن وآشتی کا گہوارہ بن جائے، کوئی ایسی ہستی ان کے درمیان موجود ہو جو معاشرے کی شیرازہ بندی میں نقطہ ماسکہ کا کردار ادا کر سکے، چنانچہ دیگر انسانی معاشروں کو ایسی شخصیتیں خود تراشنی پڑتی ہیں اس لیے کہ یہ ان کی ضرورت ہے کہ جذباتی وابستگی کے لیے کسی مرکز ومحور کا وجود لازمی ہے۔

امت مسلمہ کی یہ کتنی بڑی خوش قسمتی ہے کہ یہاں کوئی مصنوعی شخصیت تراشنے کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ مصنوعی شخصیتیں تراشنے میں ہر دور میں ایک نئی شخصیت گھڑنی پڑتی ہے۔ بقول علامہ اقبال:

''می تراشد فکر ما ہر دم خداوندے دگر!''

لیکن ہمارے پاس نبی اکرم ﷺ جیسی محبوب دلنواز، معراج انسانیت پر فائز شخصیت جن کی سیرت وکردار پر کوئی دشمن بھی کہیں کوئی انگلی نہ رکھ سکا۔ انسان کامل، انسانی عظمت وکردار کی مظہر اتم شخصیت موجود ہے، آپ ﷺ کی ذات پاک ہماری ملی شیرازہ بندی کے لیے ایک مرکزی ستون ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے ساتھ قلبی محبت، آپ ﷺ کا ادب واحترام، آپ کی تعظیم، آپ ﷺ سے عقیدت سچے اور حقیقی جذبے کے ساتھ موجود ہو تو ہمارا اسلامی معاشرہ ایک بنیان مرصوص بنا رہے گا، آپ ﷺ ہی وہ ہستی ہیں جن کے متعلق کیا خوب کہا گیا ہے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید وبایزید ایں جا

نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس کو اپنا معیار زندگی اور رول ماڈل بنانا، ہماری تہذیبی وثقافتی ہم آہنگی کی ضمانت دیتا ہے اور اسی تہذیب وثقافتی ہم رنگی ہم آہنگی اور یکسانیت کے ساتھ تہذیب وثقافت کا ایک تسلسل وتواتر ہے جو چودہ سو برس سے جاری وساری ہے۔ وضع قطع اور لباس کے حدود وقیود اور نشست وبرخاست کے انداز، آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ سے مسلمانوں میں فروغ پذیر ہوئے۔

یہی وجہ ہے کہ مسلمان خواہ مشرق بعید کا ہو یا مغرب بعید کا یا دنیا کے کسی بھی خطے میں رہنے والے مسلمان ہوں ان سب کے مابین مناسبت، ہم آہنگی اور یکسانیت نمایاں نظر آتی ہے اور یہ سب اسی لیے ہے کہ ان کے لیے مرکزی اور بنیادی شخصیت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے امام کائنات حضرت محمد ﷺ کی ہے۔ دل کی حقیقت، طبیعت کی پوری آمادگی اور گہرے قلبی لگاؤ کے ساتھ انسان کسی کی اتباع کرتا ہے تو وہ صرف اس حکم کی بجاآوری نہیں کرتا جسے وہ اپنی زبان سے واضح الفاظ میں کہہ رہا ہو بلکہ وہ اس کی ہر ادا کی پیروی کرنے کو اپنے لیے باعث سعادت سمجھتا ہے اور اسکے چشم وابرو کے اشاروں کا منتظر رہتا ہے۔ محبوب کی ہر ادا کی نقالی اور اس کے ہر قدم کی پیروی اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے۔

جہاں تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں
خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں

اسی طرز عمل کا دوسرا نام اتباع ہے۔ جس کی زندہ مثالیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی میں نظر آتی ہیں۔ سیرت کی کتابوں میں سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کے واقعات میں ایک واقعہ مرقوم ہے جس سے ان کے جذبہ اتباع کا پتہ چلتا ہے۔

ایک مرتبہ وہ سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے کہ نبی کریم ﷺ اتفاقاً ایک درخت کے نیچے سے گزرے، لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ جب بھی وہاں سے گزر ہوتا آپ رضی اللہ عنہ اس درخت کے نیچے سے ہی گزرتے۔ اگرچہ شریعت کے لحاظ سے آپ ﷺ کے یہ اعمال واجب التعمیل بھی نہیں تھے۔ بلکہ خالص عقلیت پرست (Rationalists) لوگ تو شاید اس کو جنون اور خواہ مخواہ کا (Fanaticism) ہی کہیں گے۔

لیکن حب رسول ﷺ میں محبوب کی ہر نقش کی پیروی دستور محبت شمار ہوتی ہے، اگر کوئی فنائی حب رسول ﷺ ہو جائے تو اس کا طرز عمل اور رویہ یہی ہونا چاہیے۔ اسی طرح سیر صحابہ میں ایک صحابی کا ذکر ملتا ہے کہ جو کسی دور دراز علاقے سے آ کر رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو بس ایک موقع پر دیکھا تھا اور اس وقت اتفاق سے آپ ﷺ کا گریبان کھلا ہوا تھا، آپ ﷺ کو کھلے گریباں کے ساتھ دیکھ کر اس صحابی نے پھر ساری عمر اپنے گریبان کے بٹن نہیں لگائے۔

حالانکہ حضور ﷺ کی طرف سے انہیں ایسا نہ کرنے کا کوئی حکم تو کجا، کسی ادنیٰ درجے میں اشارہ تک نہیں کیا گیا اور شریعت کی رو سے یہ نہ فرض ہے نہ واجب۔ لیکن یہ محبت کے لوازم میں سے ہے کہ محبوب کے ہر نقش قدم کی پیروی اور ہر ادا کی نقالی اپنے اوپر لازم کر لی جائے۔ اسی طرز کا نام قرآن حکیم کی اصطلاح میں ''اتباع'' ہے۔

سورۃ آل عمران کی آیت 31 کے حوالے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کا لازمی تقاضا نبی اکرم ﷺ کی اتباع ہے۔

[بقیہ ص:14]

ربیع الاول میں گداگری

مولانا لیاقت علی باجوہ

نبی مکرم ﷺ 9ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور 63 سال کی زندگی گزار کر دنیا سے رخصت ہو گئے اور ہمیں اسلام جیسا عظیم مذہب دیکر گئے جو ہر لحاظ سے مکمل ہے نہ ہی اس میں کمی وبیشی کی کوئی گنجائش چھوڑی ہے۔ دین اسلام میں زندگی کے تمام کے شعبوں میں آنیوالے مسائل کے متعلق واضح تعلیمات موجود ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو گداگری سے منع فرمایا ہے، لیکن اسکے باوجود اپنے آپ کو عاشق رسول کہلوانے والے ہر سال ربیع الاول کا چاند نظر آتے ہی میلاد پاک کے نام پر گداگری کرنا شروع کر دیتے ہیں جس طرح کہ گداگری کے مختلف روپ ہوتے ہیں مثلاً بعض لوگ سانپ، بندر، ریچھ وغیرہ کا تماشا دکھا کر مانگتے ہیں، بعض لوگ لنگڑے، اندھے، زخمی بن کر مانگتے ہیں، بعض لوگ شاہ دولہ کے چوہے بن کر مانگتے ہیں، بعض مختلف مزاروں کے مجاور بن کر مانگتے ہیں، بعض لوگ پرچیاں اور ایکسرے دکھا کر علاج کے لیے مانگتے ہیں لیکن ربیع الاول میں ایک خاص فرقے کے لوگ محفل میلاد کے نام سے مانگتے ہیں اور ان کے مانگنے کے طریقے بھی مختلف ہیں، چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھیجتے ہیں تو وہ گھروں سے مانگ کر لاتے ہیں پھر دکانوں سے مانگتے ہیں اسی پر بس نہیں بلکہ روڈ پر رسی لگا دیتے ہیں جو بھی آدمی آرہا ہو خواہ پیدل ہو یا موٹر سائیکل پر یا کسی بھی سواری پر اس کو روکتے ہیں اور چندہ مانگتے ہیں۔

بعد میں اس چندہ کو استعمال کس طرح کرتے ہیں مثلاً کہیں کعبۃ اللہ کی تشبیہ بنا کر اس کے اردگرد طواف کرنا شروع کر دیتے ہیں کہیں نبی کریم ﷺ کے روضہ اطہر کی شکل بنا لیتے ہیں کہیں غار حرا بنا لیتے ہیں۔ اپنے ہاتھ سے ہی بناتے ہیں اور پھر اپنے ہاتھ سے ہی مٹا دیتے ہیں، کروڑوں کا چندہ جمع کرتے ہیں اور یہ سارے کا سارا ہی 12 ربیع الاول کی شام کو ضائع کر دیتے ہیں اگر یہ چندہ غریبوں یتیموں مسکینوں کو دیا جائے تو کیا ہی بہتر ہوتا۔

نبی کریم ﷺ نے بلاوجہ سوال کرنے سے منع فرمایا ہے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: جو لوگ گداگری اور بھیک کو پیشہ بنا لیتے ہیں روز قیامت وہ اس حالت میں آئیں گے کہ ان کے چہرہ پر گوشت نہیں ہوگا۔ [بخاری:1421]

نبی کریم ﷺ تو مانگنے سے منع کریں لیکن ربیع الاول کے مہینے میں نام نہاد مولوی تو ٹھیکہ طے کر لیتے ہیں کہ اس مہینے میں جتنا چندہ ہوگا آدھا تیرا اور آدھا میرا، حالانکہ مانگنے میں اتنی ذلت اور رسوائی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے: اگر سوال کرنے والے کو علم ہو جائے کہ اس میں اس کے لیے کیا ہے (ذلت) تو وہ کبھی سوال نہ کرے۔ [بخاری:793]

امام کائنات محمد عربی ﷺ نے تو فرمایا ہے کہ مانگنے میں ذلت ہے، لہٰذا تمہیں شرم آنی چاہیے کہ اسی پیغمبر کی ولادت کے نام پر چندہ مانگ رہے ہو، یہ عجیب محبت ہے، یہ انوکھا عشق رسول ہے۔ اسی نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: بیشک سوال کرنا خراشیں ہیں جس کے ذریعے انسان اپنے چہرے کو زخمی کرتا ہے پس جو چاہے اسے اپنے چہرے پر باقی رکھے اور جو چاہے اسے چھوڑ دے، الا یہ کہ انسان حاکم سے سوال کرے یا کسی ایسے معاملے میں سوال کرے، جس میں سوال کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو۔

[ابوداود:1639 نسائی:5/100 ترمذی:681 ابن حبان:3388]

آپ ﷺ کا ارشاد پاک ہے: تم میں سے کوئی جنگل جا کر لکڑیاں کاٹے اور ان کا گٹھا پیٹھ پر لاد کر لائے تو اسے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی سے سوال کرے، وہ اسے دے یا انکار کرے۔ [بخاری:1470 مسلم:1442]

نام نہاد عاشق جشن کے نام پر کروڑوں روپے ضائع کر دیتے ہیں اگر یہ جشن میلاد کو ثواب کی نیت سے مناتے ہیں تو یہ اپنی جیبوں سے بھی پیسے خرچ کیوں نہیں کرتے؟ کیا ان منگتوں کو ثواب کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جبکہ امام الانبیا حضرت محمد ﷺ کا فرمان ہے کہ الکاسب حبیب اللہ."اپنے ہاتھ سے کمائی کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔" یاد رہے یہی لوگ جب روزمرہ اپنی مسجدوں میں جب چندہ مانگتے ہیں تو بار بار کہتے ہیں کہ اپنے ہاتھ سے خرچ کیا ہوا مال قیامت کے دن کام آئے گا۔ بھلا ان خبیثوں سے پوچھا کیا تمہیں اپنی جیب سے خرچ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، اگر میلاد منانا ہے تو اپنی جیبوں سے خرچ کرو، مفلوک الحال قوم کا خون کیوں نچوڑتے ہو۔

نبی مکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسی کمائی افضل اور پاکیزہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بیع مبرور وعمل الرجل بیدہ. "ہر وہ تجارت جس میں دھوکہ نہ ہو اپنے ہاتھ سے کمانا" [مسند احمد:1593] یعنی نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کی گئی کمائی کو افضل اور دھوکہ وفریب کاری سے پاک تجارت کو پاکیزہ کمائی قرار دیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی ایک طویل حدیث، حدیث قدسی ہے جس میں آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان ہے کہ اہل جنت تین قسم کے لوگ ہیں (۱) عدل کرنے والا حکمران: جسے خرچ کرنے کی توفیق دی گئی ہو (۲) ایسا مہربان اور شفیق انسان جو ہر مسلمان اور رشتے دار کے لیے نرم دل ہو (۳) ایسا پاک دامن اور خوددار جو اہل وعیال ہونے کے باوجود کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے۔[مسلم:2865]

ایک طرف تو رؤف رحیم نبی اپنی امت کو حکم دے رہا ہے کہ جو کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا وہ جنتی ہے اور اسی نبی کی ولادت کے نام پر نام نہاد کرائے کے مولوی امت مسلمہ سے زبردستی چندہ لے رہے ہیں، جگہ جگہ ناکہ لگائے بیٹھیں ہیں۔ حالانکہ جس نبی ﷺ کے نام پر یہ لوگوں سے ٹیکس وصول کر رہے ہیں اسی امام الانبیاء محمد عربی ﷺ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ کو تین باتیں ناپسند ہیں قیل وقال واضاعة المال وكثرة السوال (۱) بے فائدہ بات کرنا (۲) مال کو ضائع کرنا (۳) کثرت سے سوال کرنا۔

اس حدیث مبارکہ میں انتہائی قابل غور بات یہ ہے کہ جس بات کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے یہ لوگ پسند کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پاگلوں کو ہدایت دے اور یہ سوچیں بھلا اللہ تعالیٰ کی پسند اعلیٰ ہے یا ہماری؟ اگر اللہ تعالیٰ کی پسند اعلیٰ ہے تو میلاد کے نام پر لوگوں کے پیسے بٹورنے والو! اللہ سے ڈر جاؤ، کہیں تم پر اس کا عذاب نہ آ جائے۔

نام نہاد ملاں نئی نسل کو مانگنے کا عادی بنا رہا ہے تاکہ ان کو پتہ چل جائے کہ محنت کرنے سے کم روزی ملتی ہے اور مانگنے یعنی بغیر محنت کے روپے پیسے زیادہ مل جاتے ہیں۔ حالانکہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: جو بندہ سوال کرنے کا دروازہ کھولتا ہے تو ضرور اللہ تعالیٰ اس پر فقر وفاقہ کا دروازہ کھول دیتا ہے۔[مسند احمد 193/1 صحیح ترغیب:814]

آپ ﷺ کا یہ بھی فرمان مبارک ہے کہ جسے فاقہ آجائے اور وہ لوگوں کے سامنے اس کا اظہار کرے تو اس کا فاقہ ختم نہیں ہوگا اور جو اس کا اظہار اللہ کے سامنے کرے گا تو اللہ تعالیٰ جلد یا بدیر اسے بے حساب رزق عطا کرے گا۔[ابوداود:1645 ترمذی:2326]

امام کائنات محمد عربی ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ: بھیک کی کمائی زنا کی کمائی ہے۔[مسلم:2404 ابوداود:164 نسائی:3580]

نبی کریم ﷺ نے اپنی چالیس سالہ نبوت سے پہلی زندگی اور تیئس سالہ نبوت والی زندگی میں نہ ہی اپنی جیب سے جشن میلاد منایا ہے اور نہ چندہ اکٹھا کر کے۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں دو مرتبہ یہ دن آیا۔ سیدنا عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں دس مرتبہ یہ دن آیا۔ سیدنا عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں بارہ مرتبہ یہ دن آیا۔ سیدنا علی المرتضیٰؓ کے دور خلافت میں پانچ مرتبہ یہ دن آیا۔ خلفائے اربعہ نے نہ ہی 12 ربیع الاول کے دن جلوس نکالے اور نہ ہی جھنڈیاں لگائی ہیں۔ اسی سیدنا حسنؓ کے دور خلافت میں ایک مرتبہ یہ دن آیا۔ سیدنا امیر معاویہؓ کے دور میں انیس مرتبہ ربیع الاول کا دن آیا۔ عبدالقادر جیلانیؒ کے دور میں 44 مرتبہ یہ دن آیا۔ امام ابوحنیفہؒ کے دور میں یہ دن آیا۔ امام شافعیؒ، امام مالک بن احمد بن حنبلؒ کے دور میں بھی یہ دن کئی بار آیا لیکن کسی نے بھی 12 ربیع الاول کے دن نہ ہی چندے جمع کئے نہ جلوس نکالے۔

خلاصہ یہ کہ جشن میلاد نہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے نہ صحابہ کرامؓ سے نہ آئمہ دین سے، اس لیے یہ سنت نہیں بلکہ بدعت ہے اور بدعت گمراہی ہے اور بدعتی کا ٹھکانہ جہنم ہے، اللہ ہم سب کو محفوظ فرمائے۔ آمین

قاضی حسین احمد کی نماز جنازہ میں جماعت اہلحدیث صوبہ K.P.K کی شرکت

مورخہ 6 جنوری بروز اتوار 2013ء کی صبح حضرت الامیر شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی امیر جماعت اہلحدیث پاکستان نے مولانا محمد ادریس خلیل ناظم اعلیٰ جماعت اہلحدیث صوبہ K.P.K کو فون کیا کہ آپ بمع اپنے رفقاء کے محترم قاضی حسین احمد مرحوم کی نماز جنازہ میں شرکت کرتے ہوئے جماعت کی نمائندگی کریں۔ راقم الحروف اپنے رفقاء سمیت حضرت الامیر کے حکم پر 12 بجے صبح قاضی صاحب مرحوم کی رہائش گاہ پر پہنچے تو وہاں پر قاضی صاحب کے بڑے بیٹے اور جماعت اسلامی کے تمام قائدین سے ملے اور جماعت اہلحدیث پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے تمام اکابرین صوبائی امیر پروفیسر ابراہیم، مرکزی نائب امیر سراج الحق، جنرل سیکرٹری بشیر احمد و دیگر سے اظہار تعزیت بھی کیا۔ قاضی مرحوم کی نماز جنازہ امیر جماعت اسلامی سید منور حسن نے پڑھائی۔ قاضی صاحب کی نماز جنازہ میں ایرانی کونسل جنرل، جماعۃ الدعوۃ، جمعیت علماء اسلام کے امیر مولانا فضل الرحمٰن مسلم لیگ کے نائب صدر صدیق فاروق، مولانا سمیع الحق، جنرل حمید گل، مولانا طارق جمیل، جاوید ہاشمی، غلام احمد بلور، قومی وطن پارٹی کے سربراہ آفتاب احمد شیرپاؤ، سردار عتیق، ممتاز صحافیوں کے علاوہ تمام بڑی جماعتوں کے قائدین نے شرکت کی۔

جماعتی خبریں

خوشخبری

مرکز اہل حدیث کسووال کی طرف سے ان اداروں کی لسٹ شائع کی گئی ہے جو کہ ملک اور بیرون ملک فی سبیل اللہ لٹریچر، پمفلٹ، بکس اور دیگر اسلامی مواد مفت یا ڈاک خرچ کے عوض بذریعہ ڈاک یا دستی تقسیم کرتے ہیں۔ 66اداروں کی لسٹ مفت حاصل کرنے کے لیے آپ اس نمبر 0334-7483980 پر اپنا پوسٹل ایڈریس سینڈ کریں آپ کو یہ لسٹ بھیج دی جائے گی۔[منجانب: حافظ عزیز الرحمان سلفی خادم ملت سلفیہ ومدرسہ تحفیظ القرآن والحدیث کسووال]

ملک محمد فرید کھچی کی وفات

گاؤں چک 138 جنوبی نزد سلانوالی سرگودھا کے بزرگ ملک محمد فرید کھچی 93 برس کی عمر میں مورخہ 13-01-9 بروز بدھ انتقال کر گئے اناللہ وانا الیہ راجعون. مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے، آپ حافظ عبدالمنان وزیر آبادیؒ، سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ اور حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ کے زبردست مداح تھے، مرحوم کی نماز جنازہ ان کی وصیت کے مطابق مؤلف کتب کثیرہ ابوالقاسم رانا محمد جمیل خاں نے پڑھائی نماز جنازہ میں اہل علاقہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ قارئین کرام دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین

(ملتمس: رانا قاسم جمیل خاں چک 127 شمالی نزد سلانوالی سرگودھا)

تربیتی پروگرامز

(1) مورخہ 15 دسمبر بروز سوموار بعداز نماز فجر جامع مسجد حقانی اہلحدیث ٹبہ سلطان پور ضلع وہاڑی میں ایک تربیتی پروگرام منعقد ہوا، جس میں قاری محمد حسن سلفی نے ''امت کے زوال کے اسباب'' کے عنوان پر شاندار خطاب کیا انہوں نے کہا کہ امت مسلمہ کی تمام تر کامیابیوں کا راز صرف اور صرف کتاب وسنت کی اتباع میں ہی مضمر ہے۔

(2) مورخہ 27 دسمبر بروز جمعرات بعداز نماز ظہر ایک تربیتی پروگرام کا انعقاد کیا گیا، جس میں قاری محمد حسن سلفی نے ''مسلمان کے لیل ونہار'' کے عنوان پر تفصیلی خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ حقیقت میں مسلمان وہی ہے جسکے شب وروز محمد عربی ﷺ کی سنت کے مطابق گزرتے ہوں۔[منجانب: مولانا محمد اشرف غیور خطیب جامع مسجد حقانی ٹبہ سلطان پور ضلع وہاڑی]

قاری محمد سعید راشد کا سانحہ ارتحال

المدرسۃ العالیہ تجوید القرآن جامع مسجد لسوڑے والی کے استاد الحفاظ قاری محمد سعید راشد یکم جنوری بروز منگل کو داغ مفارقت دے گئے۔ قاری صاحب عرصہ بائیس سال سے اپنی مادر علمی کیساتھ منسلک تھے اور خلوص نیت سے خدمت قرآن میں پیش پیش تھے۔ قاری صاحب کی نماز جنازہ ان کے آبائی گاؤں رتی رتہ ضلع فیصل آباد میں ادا کی گئی، نماز جنازہ کے فرائض مولانا عتیق اللہ سلفی نے سرانجام دیئے۔ نماز جنازہ میں مولانا عبداللہ امجد چھتوی، مولانا ابونعمان بشیر احمد، مولانا عبدالواحد، قاری ابوبکر العاصم، قاری شفیق الرحمٰن قاری محمد خان ودیگر علماء وطلباء نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ قارئین دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ قاری صاحب کی بشری خطاؤں سے درگزر فرما کر انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین [منجانب: شعبہ نشر واشاعت المدرسہ العالیہ تجوید القرآن اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور]

درس قرآن

مرکزی جامع مسجد طوبیٰ اہلحدیث L-134/9 میں درس قرآن کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں مولانا مقصود احمد ربانی (فاضل جامعہ اہلحدیث لاہور) اور مولانا محی الدین کنگن پوری نے شان مصطفیٰ ﷺ کے عنوان پر مفصل خطاب کیئے۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات وحدہ لاشریک ہے اسی طرح محمد عربی ﷺ کا بھی مثل کوئی نہیں ہے، لہٰذا اللہ اور اسکے رسول کی بات کو چھوڑ کر جعلی پیروں فقیروں اور ملنگوں کی باتوں پر عمل کرنے والے کھلی گمراہی میں ہیں، انہیں اپنے عقائد کی اصلاح کرنی چاہیے۔[منجانب: قاری محمد ابراہیم چھتوی ڈاکٹر عدنان L-136/9 ملتان روڈ ساہیوال]

دعائے مغفرت

مسلک الحدیث کے معروف عالم دین مولانا محمد ادریس عتیق تھوڑا عرصہ علیل رہنے کے بعد 12-12-22 بروز ہفتہ کو ملتان میں وفات پا گئے اناللہ وانا الیہ راجعون. قارئین کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی غلطیوں سے درگزر فرما کر انہیں جنت الفردوس عطا فرمائے۔ آمین

[دعاگو: حافظ مبشر عتیق بن محمد ادریس عتیق 0300-6544559]

ضرورت رشتہ

مسلک الحدیث کے نامور عالم دین کی پہلی زوجہ محترمہ انتقال کر گئیں تھیں۔ ان کے لیے پڑھی لکھی اور اہلحدیث خاتون کا رشتہ مطلوب ہے۔ سنجیدہ اور سرپرست حضرات رابطہ فرمائیں۔

(رابطہ نمبرز: 0345-7656730/0345-4246634)

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL.E.HADITH
C.P.L-104
فون مدیر اعلی 042-36581025
فون مدیر مسئول 042-35854010
تنظیم اہلحدیث

مرکز نداء الاسلام ریناله خورد میں
شیر گڑھ روڈ نزد بائی پاس

اہل اسلام سے شرکت کی اپیل کیجاتی ہے

25 جنوری 2013 کا
خطبہ جمعۃ المبارک

مناظر اسلام مفسر قرآن
حضرت مولانا حافظ
عبدالوہاب روپڑی
ارشاد فرمائیں گے
فاضل ام القری یونیورسٹی مکہ مکرمہ
سیکرٹری اطلاعات جماعت اہلحدیث پاکستان

زیر نگرانی فضیلۃ الشیخ مولانا
محمد جابر حسین
مدیر مرکز ہذا
فاضل مدینہ یونیورسٹی

آغاز خطبہ 12:25

مرکز نداء الاسلام مندرجہ ذیل شعبہ جات میں سرگرم عمل ہے

1. تحفیظ القرآن الکریم ← علاقہ بھر میں شعبہ تحفیظ میں نمایاں رزلٹ دینے والا ادارہ
2. رسوخ القرآن الکریم ← کمزور [illegible] کیلئے منزل کی پختگی کے لئے قائم کیا گیا
3. طبع وتالیف ← اصلاحی ودینی ڈیڑھ درجن سے زائد اسلامی کتب شائع کرنے کا اعزاز
4. دعوت وتبلیغ ← 70 عظیم الشان فقید المثال تبلیغی ودعوتی پروگراموں کا انعقاد

اعلان داخلہ
مدت حفظ صرف 2 سال
6-1L
23/2-L
52/3-R

احسان ہسپتال اینڈ میٹرنٹی ہوم
ڈاکٹر عبدالحسیب
گلشن اسحاق کالونی رینالہ خورد
جہاں تمام قسم کے آپریشن اور علاج معالجہ کیلئے تمام میڈیکل سہولیات سے آراستہ رینالہ خورد کا منفرد ہسپتال
ڈاکٹر محمد رفیق 0300 6963836
ڈاکٹر محمد خالد محمود 0345 7440321

شعبہ دعوت وتبلیغ مرکز ہذا
رابطہ نمبرز 0300-6963020
0300-4246020-0302-7352521
الداعی الی الخیر